

محمد الائیس گھمن

۱۰۰

اسلام میں خواتین کا قدس

ماہیہ اہل سنت

نمبر ۴

کے ۲۰۱۵ء

جلد شمارہ ۶

ذکری یالغار

ایک سرزیارہ شورہوں کی ممانعت کیوں

لزمه اللہ تعالیٰ قوم... تعلیم اور تربیت

نبی کے اہل بیت

مرکز اہل السنۃ والجماعۃ

www.ahnafmedia.com

ناشر



طلباً عندها نجحه مساجد خطبواه، علماء کرام، ذوقی، تحقیقی
اور مسلکی ذوق رکھنے والے افراد کے لیے

پانچواں سالانہ

دورہ تحقیقیت المسائل

روزہ 12

2015 میں 23 جون 4

آغاز سبق صبح 7:30 بجے، اختتام سبق: 11:00 بجے

وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے سالانہ امتحانات کے فوراً بعد

مکر کے طلاق سر شروع مدد و ملائکہ

تحقیقیہ امتحان

متکلم مسلم
خاطفہ
مولانا محمد الکاظم گھسن

بانی و امیر: عالمی اتحاد اہل السنۃ والجماعۃ

سرپرست: مرکزاہل السنۃ والجماعۃ

چیف ایگزیکیوٹو: احناف میدیا سروسز

مکان: مرکزاہل السنۃ والجماعۃ 87 جنوبی سرگودھا

03326311808/03467357394/0483881487
ahnafmedia.com / markazahnfi@gmail.com

مرکز اہل السنّت و الجماعت سرگودھا



کے تعلیمی، پبلیشی، اشاعتی اور فناہی شعبہ جامیں

عشر کی ادائیگی

کل سالانہ خرچ گندم

14 لاکھ 85 ہزار روپے

کل سالانہ گندم

1100 منٹ

شعبہ حفظ و تأثیر قرآن

تحصیل فتحیۃ الدُّجَۃ

شعبہ حب (درس تھائی)

شعبہ تصنیف و تالیف

مرکز اصلاح انسان (ڈکھنے)

دراسات پیغمبر کریم

12 ہزار ٹینقیں سالانہ

3 ہزار ٹینقیں سالانہ

احناف پرس (رعنی)

پرانے رابطہ:

0315 6311808
0321 4301173
0306 2251253
0483 881487

مولانا محمد الکبار سلام گھمن

نمبر آئیڈ: سچان ویک سرگودھا میڈیا میس 14010100725862

markazhanfi@gmail.com

www.ahnafmedia.com

مرکز اصلاح النساء پر گودھا کا ترجمان

بیاناتِ اہل سنت

شماره نمبر 4

اپریل 2015

جلد نمبر 6

معاون مدیر

مولانا
محمد سعید اللہ خفی

مدیر

مولانا
محمد الیاس

خط و تابت کا پتہ

دفتر رسائل و جرائد
مرکز اہل السنّت والجماعت
جنوبی سرگودھا 87

mag@ahnafmedia.com

آن لائن پڑھنے اور ڈاؤن لوڈ کرنے کے لیے

www.ahnafmedia.com

قیمت فی شمارہ 20 روپے علاوہ ڈاک خرچ
سالانہ زر تعاون 300 روپے

یروں ممالک

امریکہ، اسٹریلیا، جنوبی افریقہ اور یورپی ممالک
35 ڈالر..... سالانہ

سعودیہ، انڈیا، متحده عرب امارات اور عرب ممالک
25 ڈالر..... سالانہ

ایران، بھلکہ دلیش 20 ڈالر..... سالانہ

سرکولیشن منیجر
0332-6311808

صبح 8 تا 4 بجے شام

WhatsApp
+923062251253

مرکز اہل السنّت والجماعت سرگودھا

فہرست

5	نوہالانِ قوم تعلیم اور تربیت اداریہ
7	نبی ﷺ کے اہل بیت مفتی محمد نجیب وقتی
16	صدیقہ وزہرا رضی اللہ عنہا نصر اللہ
19	ایک سے زیادہ شوہروں کی ممانعت کیوں؟ اہمی مفتی شیر احمد حقی
22	قرض کی ادائیگی طارق نعیان گڑگی
32	نہ وہ بے حجابی ، نہ وہ بے نقابی اقبال عظیم
34	فکری یلغار شمس تبریز وقتی
38	اسلام میں خواتین کا قدس محمد سفیان اقبال
40	اپنی ملت کو قیاس اقوام مغرب سے نہ کر محمد مبشر بدر
45	وقت کی قدر و قیمت مولانا طارق غلیل

درس قرآن

اللّٰہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَنْفِقُوا مِنْ طَبِيعَاتِ مَا كَسَبْتُمْ وَمِنَا أَخْرَجْنَا لَكُمْ مِنَ الْأَرْضِ وَلَا تَعْمَلُوا الْخَبِيثَ مِنْهُ تُنْفِقُونَ وَلَسْتُمْ بِآخِذِيهِ إِلَّا أَنْ تُعْصُوْا فِيهِ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِّيْهِ حَمِيدٌ۔

ترجمہ: اے ایمان والو! خرچ کرو ستر کی چیزیں اپنی کمائی میں سے کہ جو ہم نے پیدا کیں تمہارے واسطے زمین سے اور گندی چیزوں کو خرچ کرنے کا ارادہ نہ کرو حالانکہ تم اس کو کبھی نہ لو گے مگر یہ کہ چشم پوشی کر کے اور جان لو کہ اللہ بے نیاز ہے خوبیوں والا ہے۔

اس آیت میں حکم دیا گیا ہے کہ اللہ کی راہ میں پاکیزہ اور عمدہ مال خرچ کرو، خواہ وہ تمہارے دست و بازو کی کمائی ہو یا میں کی پیداوار اور باغات کا پھل معد نیات ہوں یا فیکٹریوں اور کارخانوں کی مصنوعات۔ نکنی بوسیدہ سڑی ہوئی اور ردی چیزیں اللہ کی راہ میں دے کر خانہ پری مت کرو ایسا کر کے تم اللہ کو ہر گز دھوکہ نہیں دے سکتے اللہ طیب اور پاک ہے اور وہ صرف پاکیزہ مال ہی قبول کرتا ہے۔

حالت یہ ہے کہ یہی بوسیدہ اور ردی چیزیں اگر خود تمہیں دی جائیں تو تم کبھی لینے کے لیے آمادہ نہیں ہوں گے بلکہ عین ممکن ہے کہ یہ حرکت بڑی ناگوار گزرے البتہ اگر تم چشم پوشی کر جاؤ تو الگ بات ہے۔ جو چیز تم اپنے لیے پسند نہیں کرتے وہ اپنے دوسرے مسلمان بھائی کے لیے کیونکر پسند کرتے ہو، تمہیں یہ بات ہمیشہ ذہن میں رکھنی چاہیے کہ اللہ تمہارے مال و دولت سے بے نیاز ہے وہ تمہارے بدایا اور عطا یا کا ہر گز محتاج نہیں وہ تو محض تمہارے ہی فائدے کے لیے تمہیں انفاق کا حکم دیتا ہے اور وہ اپنے سارے کمالات احسانات اور اقوال و افعال پر تعریف کا مستحق ہے۔

درسِ حدیث

عن ابی هریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اللہ تعالیٰ انفق یا بن آدم انفق علیک۔
 (رواہ ابو بخاری و مسلم)

ترجمہ:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر بندے کو اللہ کا پیغام ہے کہ اے ابن آدم تو (میرے ضرورت مند بندوں پر) اپنی کمائی خرچ کر میں اپنے خزانہ سے تجھ کو دیتا رہوں گا۔

تفسیر تبحیث:

گویا اللہ تعالیٰ کی طرف سے حمانت ہے کہ جو بندہ اس کے ضرورت مند بندوں کی ضرورتوں پر خرچ کرتا رہے گا، اس کو اللہ تعالیٰ کے خزانہ غیب سے ملتا رہے گا، اللہ تعالیٰ نے اپنے جن بندوں کو یقین کی دولت سے نوازا ہے ہم نے دیکھا کہ ان کا یہی معمول ہے اور ان کے ساتھ ان کے رب کریم کا یہی معاملہ ہے اللہ تعالیٰ ہم کو بھی اس یقین کا کوئی حصہ نصیب فرمائے۔

اللہ کے راہ میں خرچ کرنے سے گھریلو جھگڑے، لڑائیاں، اور معاشی پریشانیاں سب ختم ہو جاتی ہیں۔ آج ہر گھر میں پریشانیوں کا دور دور ہے اس لیے اللہ کی راہ میں حسب استطاعت خرچ کریں اور اپنی پریشانیاں ختم کریں۔

فائدہ: جس حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے حوالہ سے کوئی بات بیان فرمائیں اور وہ قرآن مجید کی آیت نہ ہو اس حدیث کو ”حدیث قدسی“ کہا جاتا ہے یہ حدیث بھی اس قسم سے ہے۔

نو نہالانِ قوم تعلیم اور تربیت

کھجور اداریہ

31 مارچ کو عصری اداروں میں سالانہ امتحانات کے نتائج کا اعلان ہوتا ہے بچوں کے ٹیچرز اور والدین اپنے نو نہالوں کی سال بھر کی محنت کا اندازہ لگاتے ہیں کامیاب ہونے والے بچوں کی حوصلہ افزائی ہوتی ہے اور کمزور بچوں میں حوصلہ پیدا کیا جاتا ہے، آئندہ سال کے لیے اسے مزید محنت اور پاس ہونے کا تاسک دیا جاتا ہے۔

ذہن سازی کے مرحلے میں محنت اور دلگی سے پڑھائی کرنے پر زور دیا جاتا ہے، بچے کو پوزیشن ہولڈ ربانے کے لیے اسکوں کے علاوہ مختلف محنتی اور لاائق اساتذہ کی زیر گرانی چلنے والے ٹیوشن سنٹرز اور اکیڈمیز کا انتخاب بھی کیا جاتا ہے۔ یا کم از کم کلاس پاس کرانے میں ٹیچرز اور والدین خوب توجہ دیتے ہیں۔ یہ تمام اقدامات خوش آئند ہیں، لیکن ایک بات جس کی بحثیت قوم کو شش نہیں کر پا رہے یا پھر یوں سمجھ لیجیے کہ ہم اپنی کوشش میں کامیاب نہیں ہو پا رہے وہ ہے تربیت۔

تربیت کے حوالے سے ہمارے معاشرے میں بہت سستی پائی جا رہی ہے، اکثر والدین تو اپنے کار و بار زندگی میں اتنے مصروف ہو گئے ہیں کہ ان کے پاس اپنے بچوں کو سمجھانے بھانے کا ”وقت“ ہی نہیں۔ ایسے والدین کی خدمت میں گزارش ہے کہ اپنے بچوں کے مستقبل کو بر باد ہونے سے بچائیں، بچوں کو تربیت کے لیے وقت دینا آپ کا دینی اور اخلاقی فریضہ ہے۔ جس میں کوتاہی کرنا اخلاق اور شرعاً جرم ہے۔

ماضی قریب تک دیکھ لیجیے کہ ہمارے آباء و اجداد نے ہمیں پالا پوسا بھی ہے اور ہماری تربیت میں بھی کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ ہمیں بھی کوشش کرنی چاہیے کہ مستقبل میں قوم کی امانت کو صحیح معنوں میں علمی، عملی اور اخلاقی اقدار کا حامل بنائیں۔

اس حوالے سے بچوں کو جیسے حب الوطنی کے جذبے سے سرشار کرنے کی ضرورت ہے اس طرح بلکہ اس سے کہیں زیادہ انہیں اطاعت نبوی کا خوگر بنانے کی اشد ضرورت ہے۔ انہیں سائنس، جدید ٹکنالوژی، معاشیات، طب وغیرہ سے بھی روشناس کرائیں اور قرآن، سنت اور فقہ سے بھی بہرہ وربنایں۔

ان باتوں سے آگاہی بھی کرائیں جن کی بدولت معاشرے میں امن و امان، راحت، سکون اور شعورِ نصیب ہوتا ہے اور معاشرے میں ایک بااخلاق، سنبھیڈہ، محب وطن اور نیک سیرت انسان وجود میں آتا ہے۔

المیہ یہ ہے اکثر والدین؛ بچوں کی دینی اور اخلاقی تربیت میں غفلت برتنے ہیں، دینی احکام بالخصوص عبادات (نماز، روزہ، زکوٰۃ) وغیرہ، تلاوت قرآن، صوم وصلاتہ کی پابندی کرانا اور اخلاقیات میں بری سوسائٹی سے اپنے بچوں کو دور کرنا ضروری ہے اور انہیں تیک صحبت میسر کرانا کسی اللہ والے سے اخلاقی تربیت دلانا ضروری ہے تاکہ یہ غلط کاموں اور بری باتوں سے نجگ جائے۔

جب ہم اپنی اولادوں کو نیکی کی طرف رغبت نہیں دلائیں گے تو نتیجہ بعد میں بھگتتا پڑے گا۔ یہی نچے کل کو والدین کا سہارا بننے کی بجائے ان کے لیے وہاں جان بن جاتے ہیں اس کے ساتھ ساتھ دینی تعلیمات، اخلاقی اقدار اور اسلامی شعائر کو اجنبیت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔

سالانہ بتانے کیا یعنی سال کے داخلوں کے شروع ہونے کی تقریبات اور گاہے بگاہے عصری اداروں میں فنکشنز کے موقعوں پر ٹیچرز کو اور گھروں میں والدین کو اپنے بچوں کی اسلامی، دینی اور دنیاوی تربیت کرتے رہنا چاہیے۔ تاکہ قوم کا مستقبل اپنے ملک اور والدین کا نام روشن کرے اور دنیوی و آخری کامیابیوں سے بھی ہمکنار ہو۔ اللہ پاک ہمارا حامی و ناصر ہو۔ آمین بجاہ النبی الامی الکریم۔

نبی ﷺ کے اہل بیت

مفتی محمد نجیب قاسمی

ازوچ مطہرات (نبی اکرم ﷺ کی بیویوں) کے متعلق اللہ تعالیٰ اپنے پاک کلام (سورہ احزاب۔ آیت ۳۲) میں ارشاد فرماتا ہے۔ اے نبی ﷺ کی ازوچ (مطہرات) تم عام عورتوں کی طرح نہیں ہو..... تم بلند مقام کی حامل ہو۔ تمہاری ایک غلطی پر دو گناہ عذاب دیا جائے گا۔ اور اسی طرح تم میں سے جو کوئی اللہ اور اس کے رسول کی فرماں برداری کرے گی اور نیک کام کرے گی ہم اسے اجر (بھی) دوہر ا دیں گے اور اس کے لئے ہم نے بہترین روزی تیار کر کھی ہے۔ جیسا کہ سورہ احزاب آیت ۱۳۰ اور ۱۳۱ میں مذکور ہے۔

قرآن کریم، روزِ قیامت تک کے لئے لوگوں سے مخاطب ہے (سورہ احزاب آیت ۵۳) اے ایمان والو! تمہارے لئے یہ حلال نہیں ہے کہ آپ ﷺ کے بعد ان کی ازوچ مطہرات میں سے کسی سے نکاح کرو۔ یعنی ازوچ مطہرات (نبی اکرم ﷺ کی بیویوں) تمام ایمان والوں کے لئے ماں (ام المؤمنین) کا درجہ رکھتی ہیں۔

نبی اکرم ﷺ نے چند نکاح فرمائے۔ ان میں سے صرف حضرت عائشہؓ کنوواری تھیں، باقی سب بیوہ یا مطلقہ تھیں۔ نبی اکرم ﷺ نے سب سے پہلا نکاح، ۲۵ سال کی عمر میں حضرت خدیجہؓ سے کیا۔ حضرت خدیجہؓ کی عمر نکاح کے وقت ۲۰ سال تھی، یعنی حضرت خدیجہؓ آپ ﷺ سے عمر میں ۱۵ سال بڑی تھیں۔ نیز وہ نبی اکرم ﷺ کے ساتھ نکاح کرنے سے پہلے دو شادیاں کرچکی تھیں، اور ان کے پہلے شوہروں سے بچے بھی تھے۔ جب نبی اکرم ﷺ کی عمر ۵۰ سال کی ہوئی تو حضرت خدیجہؓ کا انتقال ہو گیا۔ اس طرح نبی اکرم ا نے اپنی پوری جوانی (۲۵ سے ۵۰ سال کی

عمر) صرف ایک بیوہ عورت حضرت خدیجہؓ کے ساتھ گزار دی۔

۵۰ سے ۲۰ سال کی عمر میں آپ ﷺ نے چند نکاح کئے۔ یہ نکاح کسی شہوت کو پوری کرنے کے لئے نہیں کئے کہ شہوت ۵۰ سال کی عمر کے بعد اچانک ظاہر ہو گئی ہو۔ اگر شہوت پوری کرنے کے لئے آپ ﷺ نکاح فرماتے تو کنواری لڑکیوں سے شادی کرتے۔ نیز حدیث میں آتا ہے کہ آپ ﷺ نے کسی عورت سے شادی نہیں کی اور نہ کسی بیٹی کا نکاح کرایا مگر اللہ کی طرف سے حضرت جبریل علیہ السلام وحی لے کر آئے۔ بلکہ چند سیاسی و دینی و اجتماعی اسباب کو سامنے رکھ کر آپ ﷺ نے یہ نکاح کئے۔ ان سیاسی و دینی و اجتماعی اسباب کا بیان مضمون کے آخر میں آ رہا ہے۔

۱: اُمُّ الْمُؤْمِنِينَ حضرت خدیجہؓ

نبی اکرم ﷺ کی پہلی بیوی ہیں۔ آپ ﷺ کی دیانت، کمال اور برکت کو دیکھ کر انہوں نے خود شادی کی درخواست کی تھی۔ نکاح کے وقت آپ ﷺ کی عمر ۲۵ سال اور حضرت خدیجہؓ کی عمر ۴۰ سال تھی۔ آپ ﷺ کی چاروں بیٹیاں (زینب، رقیہ، ام کلثوم اور فاطمہؓ) اور ابراہیمؓ کے علاوہ دونوں بیٹے (قاسمؓ اور عبد اللہؓ) حضرت خدیجہؓ سے پیدا ہوئے۔ حضرت فاطمہؓ کے علاوہ آپ ﷺ کی ساری اولاد آپ ﷺ کی زندگی میں ہی انتقال فرمائی تھی۔ حضرت فاطمہؓ کا انتقال نبی اکرم ﷺ کے انتقال کے چھ ماہ بعد ہو گیا تھا۔ آپ ﷺ کی پہلی بیوی حضرت خدیجہؓ کے انتقال کے وقت آپ ﷺ کی عمر ۵۰ سال تھی۔ حضرت خدیجہؓ کا انتقال نبوت کے دسویں سال ہوا، اس وقت حضرت خدیجہؓ کی عمر ۶۵ سال تھی۔ حضرت خدیجہؓ کی سچائی اور محکم ساری کو نبی اکرم ﷺ ان کی وفات کے بعد بھی ہمیشہ یاد فرماتے تھے۔

۲: اُمُّ الْمُؤْمِنِينَ حضرت سودہؓ

یہ اپنے شوہر (سکران بن عمرو) کے ساتھ مسلمان ہوئی تھیں، ان کی ماں

بھی مسلمان ہو گئی تھیں، ماں اور شوہر کے ساتھ بھرت کر کے جب شہ چلی گئیں تھیں۔ وہاں ان کے شوہر کا انتقال ہو گیا۔ جب ان کا کوئی بظاہر دنیاوی سہارا نہ رہا تو نبی اکرم ﷺ نے حضرت خدیجہؓ وفات کے بعد نبوت کے دسویں سال ان سے نکاح کر لیا۔ اس وقت آپ ﷺ کی عمر ۵۰ سال اور حضرت سودہؓ کی عمر ۵۵ سال تھی۔ اور یہ اسلام میں سب سے پہلی بیوہ عورت تھیں۔ حضرت خدیجہؓ کے انتقال کے بعد تقریباً تین چار سال تک صرف حضرت سودہؓ ہی آپ ﷺ کے ساتھ رہیں، کیونکہ حضرت عائشہؓ کی رخصتی، نکاح کے تین یا چار سال بعد مدینہ منورہ میں ہوئی۔ غرض تقریباً ۵۵ سال کی عمر تک آپ ﷺ کے ساتھ صرف ایک ہی عورت رہی اور وہ بھی بیوہ۔ حضرت سودہؓ کا انتقال ۵۲ ہجری میں ہوا۔

3: اُمُّ الْمُؤْمِنِينَ حضرت عائشہؓ

یہ خلیفہ اول حضرت سیدنا ابو بکر صدیقؓ کی بیٹی ہیں۔ صدیق اکبرؓ کی آزو تھی کہ میری بیٹی نبی کے گھر میں ہو۔ چنانچہ حضرت عائشہؓ کا نکاح آپ ﷺ کے ساتھ مکہ ہی میں ہو گیا تھا۔ مگر آپ ﷺ کے گھر (مدینہ منورہ) میں ۲ ہجری کو آئیں۔ یعنی ۳، ۴ سال بعد رخصتی ہوئی۔ اس وقت آپ ﷺ کی عمر ۵۵ سال تھی۔ جیسے باپ نے اسلام کی بڑی بڑی خدمات انجام دی تھیں، بیٹی بھی ایسی ہی عالمہ و فاضلہ ہوئیں کہ بڑے بڑے صحابہ کرام ان سے مسائل دریافت فرمایا کرتے تھے۔ ۲۲۱۰ احادیث کی روایت ان سے ہے۔ حضرت ابو ہریرہؓ اور حضرت عبد اللہ بن عمرؓ کے بعد سب سے زیادہ احادیث حضرت عائشہؓ سے ہی مروی ہیں۔ آپ ﷺ کی صرف حضرت عائشہؓ ہی کنواری بیوی تھیں، باقی سب بیوہ یا ماطلاقہ تھیں۔ آپ ﷺ حضرت عائشہؓ سے بہت زیادہ محبت کرتے تھے۔ حضرت عائشہؓ کے جگہ میں ہی آپ ﷺ کی وفات ہوئی اور اسی میں آپ ﷺ مدفون ہیں۔ حضرت عائشہؓ کا ۷۵ یا ۵۸ ہجری میں انتقال ہوا۔

4: اُمُّ الْمُؤْمِنِينَ حضرت حفصہؓ

یہ خلیفہ ثانی حضرت عمر فاروقؓ کی بیٹی ہیں۔ انہوں نے اپنے پہلے شوہر کے ساتھ جدشہ اور پھر مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی تھی۔ ان کے شوہر غزوہ احمد میں زخمی ہو گئے تھے اور انہیں زخموں سے تاب نہ لا کر انتقال فرمائے تھے۔ اس طرح حضرت حفصہؓ بیوہ ہو گئیں، تو نبی اکرم ﷺ نے ان سے ۳ ہجری میں نکاح فرمالیا۔ اُس وقت آپ ﷺ کی عمر ۵۶ سال کی تھی۔ حضرت حفصہؓ بہت زیادہ عبادت گزار تھیں۔ حضرت حفصہؓ کا انتقال ۳۱ یا ۳۵ ہجری میں ہوا۔

5: اُمُّ الْمُؤْمِنِينَ حضرت زینب بنت خزیمہؓ

ان کا پہلا نکاح طفیل بن حارث سے، پھر عبیدہ بن حارث سے ہوا تھا۔ یہ دونوں نبی اکرم ﷺ کے حقیقی چھیرے بھائی تھے۔ تیسرا نکاح حضرت عبد اللہ بن جحشؓ سے ہوا تھا، یہ نبی اکرم ﷺ کے پھوپھی زاد بھائی تھے، وہ جنگ احمد میں شہید ہوئے۔ نبی اکرم ﷺ نے حضرت زینبؓ کے تیسرے شوہر کے انتقال کے بعد ان سے ۳ ہجری میں نکاح کر لیا۔ اُس وقت آپ ﷺ کی عمر ۵۶ سال کی تھی۔ وہ نکاح کے بعد صرف تین ماہ زندہ رہیں۔ یہ غریبوں کی اتنی مدد اور پرورش کیا کرتی تھیں کہ ان کا لقب اُم المساکین (مسکینوں کی ماں) پڑ گیا تھا۔

6: اُمُّ الْمُؤْمِنِينَ حضرت ابو سلمہؓ

ان کا پہلا نکاح حضرت ابو سلمہؓ سے ہوا تھا، جو نبی اکرم ﷺ کے پھوپھی زاد بھائی تھے۔ انہوں نے اپنے شوہر کے ساتھ جدشہ اور پھر مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی تھی۔ ان کے شوہر حضرت ابو سلمہؓ کی جنگ احمد کے زخموں سے وفات ہو گئی تھی۔ چار بچے میتیم چھوڑے۔ جب کوئی بظاہر دنیاوی سہارانہ رہا تو نبی اکرم ﷺ نے بے کس بچوں اور ان کی حالت پر رحم کھا کر ان سے ۳ ہجری میں نکاح کر لیا۔ نکاح کے

وقت آپ ﷺ کی عمر ۵۶ سال اور حضرت ام سلمہؓ کی عمر ۶۵ سال تھی۔ ۲۱ یا ۵۸ ہجری میں حضرت ام سلمہؓ کا انتقال ہو گیا۔ امہات المؤمنین میں سب سے آخر میں انہیں کا انتقال ہوا۔ غرضیکہ حضرت حفصہؓ، حضرت زینب بنت خزیمہؓ اور حضرت ام سلمہؓ کے شوہر غزوہ احمد (۳، ہجری) میں شہید ہوئے، یا زخموں کی تاب نہ لائکر انتقال فرمائے تو آپ ﷺ نے ان یوہ عورتوں سے ان کے لئے دنیاوی سہارے کے طور پر نکاح فرمالیا۔

7: ام المؤمنین حضرت زینب بنت جحشؓ

یہ نبی اکرم ﷺ کی سگنی پھوپھی زاد بہن تھیں۔ نبی کریم ﷺ نے ان کا نکاح کو شش کر کے اپنے منہ بولے بیٹھے (آزاد کردہ غلام) حضرت زیدؓ سے کرایا تھا۔ لیکن شوہر کی حضرت زینبؓ کے ساتھ نہیں بنی اور بیوی کو چھوڑ دیا۔ اگرچہ نبی اکرم ﷺ نے زیدؓ کو بہت سمجھا مگر دونوں کا ملاپ نہیں ہو سکا۔ حضرت زینبؓ کی اس مصیبت کا بدله اللہ نے یہ دیا کہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ ان کا نکاح ۵ ہجری میں ہو گیا، یعنی اس وقت آپ ﷺ کی عمر ۵۸ سال تھی۔ زمانہ جالمیت میں منہ بولے بیٹھے کو حقیقی بیٹھے کی طرح سمجھ کر اس کی مطلقہ یا بیوہ عورت سے نکاح کرنا جائز نہیں سمجھتے تھے۔ نبی اکرم ﷺ نے حضرت زیدؓ کی مطلقہ عورت سے نکاح کر کے امت مسلمہ کو یہ تعلیم دی کہ منہ بولے بیٹھے کا حکم حقیقی بیٹھے کی طرح نہیں ہے، یعنی منہ بولے بیٹھے کی مطلقہ یا بیوہ عورت سے شادی کی جاسکتی ہے۔ یاد رکھیں کہ باپ اپنے حقیقی بیٹھے کی مطلقہ یا بیوہ عورت سے کبھی بھی شادی نہیں کر سکتا۔ حضرت زینبؓ کا انتقال ۲۰ ہجری میں حضرت عمر فاروقؓ کے زمانہ خلافت میں ہوا۔

8: ام المؤمنین حضرت جویریہؓ

لڑائی میں پکڑی گئی تھیں اور حضرت ثابت بن قیسؓ کے حصہ میں آئیں،

حضرت ثابت بن قیسؓ سال کے نوجوان تھے۔ حضرت ثابت بن قیسؓ نے حضرت جویریہؓ سے اُن کو آزاد کرنے کے لئے کچھ بیسہ مانگا۔ حضرت جویریہؓ مالی تعاون کے لئے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو گئیں اور یہ بھی ظاہر کیا کہ میں مسلمان ہو چکی ہوں۔ نبی اکرم ﷺ نے ساری رقم ادا کر کے اُن کو آزاد کر دیا۔ پھر فرمایا کہ بہتر ہے کہ میں تمہارے ساتھ نکاح کر لوں۔ چنانچہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ اُن کا نکاح ۵ ہجری میں ہو گیا، یعنی اُس وقت آپ ﷺ کی عمر ۵۸ سال کی تھی۔ جب لشکرنے یہ سننا کہ سارے قیدی نبی اکرم ﷺ کے رشتہ دار بن گئے تو صحابہ کرام نے سب قیدیوں کو آزاد کر دیا۔ اس طرح نبی اکرم ﷺ کی اس چھوٹی سی تدبیر نے ۱۰۰ سے زیادہ انسانوں کو لو نڈی و غلام بنائے جانے سے بچا دیا۔ نیز حضرت جویریہؓ کے ساتھ نکاح کرنے کی وجہ سے قبیلہ بنو مصطفیٰ کی ایک بڑی جماعت نے اسلام قبول کر لیا۔ (یاد رکھیں کہ اسلام نے ہی عربوں میں زمانہ جاہلیت سے جاری انسانوں کو غلام و لو نڈی بنانے کا روانج رفتہ رفتہ ختم کیا ہے)۔ حضرت جویریہؓ کا انتقال ۵۰ ہجری میں ہوا۔

۹: ام المؤمنین حضرت صفیہؓ بنت حیی بن اخطب:

ان کا تعلق یہودیوں کے قبیلہ بنو نضیر سے ہے۔ حضرت ہارون علیہ السلام کی اولاد میں سے ہیں۔ ان کے باپ، بھائی اور ان کے شوہر کو جنگ میں قتل کر دیا گیا تھا۔ یہ قید ہو کر آئیں۔ نبی اکرم ﷺ نے ان کو اختیار دیا کہ چاہیں اسلام لے آئیں یا اپنے مذہب پر باقی رہیں۔ اگر اسلام لاتی ہیں تو میں نکاح کرنے کے لئے تیار ہوں۔ ورنہ ان کو آزاد کر دیا جائے گا تاکہ اپنے خاندان کے ساتھ جا ملیں۔ حضرت صفیہؓ اپنے خاندان کے لوگوں میں واپسی کے بعد اسلام قبول کر کے نبی اکرم ﷺ سے نکاح کرنے کے لئے تیار ہو گئیں۔ نبی اکرم انے ان کو آزاد کر دیا، پھرے ہجری میں ان سے نکاح کر لیا۔ نکاح کے وقت نبی اکرم ﷺ کی عمر ۶۰ سال تھی۔ حضرت صفیہؓ کا انتقال ۵۰

10: اُمُّ الْمُؤْمِنِينَ حضرت ام حبیبہؓ

حضرت ابو سفیان امویؑ کی بیٹی ہیں۔ جن دنوں ان کے والد نبی کریم ﷺ کے ساتھ لڑائی لڑ رہے تھے، یہ مسلمان ہوئی تھیں، اسلام کے لئے بڑی بڑی تکلیفیں اٹھائیں۔ پھر شوہر کو لیکر جسہ کی طرف ہجرت کی، وہاں جا کر ان کا شوہر مرتد ہو گیا۔ ایسی سچی اور ایمان میں کپکی عورت کے لئے یہ کتنی مصیبت تھی کہ اسلام کے واسطے باپ، بھائی، خاندان، قبیلہ اور اپنا ملک وطن چھوڑا تھا۔ پر دلیں میں خاوند کا سہارا تھا۔ اس کی بے دینی سے وہ بھی جاتا رہا۔ نبی کریم ﷺ نے ایسی صابرہ عورت کے ساتھ جسہ کی میں ۷ ہجری میں نکاح کیا، یعنی اُس وقت آپ کی عمر ۶۰ سال تھی۔ ۲۴ ہجری میں حضرت ام حبیبہؓ کا انتقال ہو گیا۔

11: اُمُّ الْمُؤْمِنِينَ حضرت میمونۃؓ

ان کے دونکاں ہو چکے تھے۔ ان کی ایک بہن حضرت عباسؓ کے، ایک بہن حضرت حمزہؓ کے، ایک بہن حضرت جعفر طیارؓ کے گھر میں تھیں۔ ایک بہن حضرت خالد بن ولیدؓ کی ماں تھیں۔ نبی اکرم ﷺ نے اپنے چچا حضرت عباسؓ کے کنبے پر ۷ ہجری میں حضرت میمونۃؓ سے نکاح کر لیا۔ اُس وقت آپ ﷺ کی عمر ۶۰ سال تھی۔ ۱۵ ہجری میں حضرت میمونۃؓ کی وفات ہوئی۔

ان ازواج مطہرات میں سے حضرت خدیجہؓ اور حضرت زینب بنت خزیمہ کا انتقال آپ ﷺ کی زندگی میں ہو گیا تھا، باقی سب کا انتقال آپ ﷺ کی وفات کے بعد ہوا۔



یہ سب نکاح اُس آیت سے پہلے ہو چکے تھے، جس میں ایک مسلمان کے

واسطے بیویوں کی تعداد زیادہ سے زیادہ (بشرطِ عدل) چار تک مقرر کی گئی ہے۔ یہ بھی یاد رکھیں کہ اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم ﷺ کی بیویوں کو دوسروں کے لئے حرام قرار دیا۔ جیسا کہ مضمون کے شروع میں گزر چکا ہے۔ نیز سورہ الحزاب ۵۲ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اس کے بعد اور عورتیں آپ کے لئے حلال نہیں ہیں۔ اور نہ یہ درست ہے کہ ان کے بد لے اور عورتوں سے نکاح کرو، اگرچہ ان کی صورت اچھی بھی لگتی ہو۔ یعنی آپ ﷺ کو ان ازواج مطہرات کے علاوہ (جن کی تعداد اس آیت کے نزول کے وقت ۹ تھی) دیگر عورتوں سے نکاح کرنے یا ان میں سے کسی کو طلاق دیکر اس کی جگہ کسی اور سے نکاح کرنے سے منع فرمادیا۔ اس آیت کے نازل ہونے کے بعد نبی اکرم ﷺ نے کوئی دوسرا نکاح بھی نہیں کیا۔

یاد رکھیں کہ حدیث میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے تمام نکاح اللہ کے حکم سے ہی کئے۔ نیز عربوں میں ایک سے زیادہ شادی کرنے کا عام رواج تھا۔ نیز صحیح بخاری کی حدیث میں ہے کہ نبی اکرم ﷺ کو چالیس مرد کی طاقت دی گئی تھی۔ غور فرمائیں کہ چالیس مرد کی طاقت رکھنے کے باوجود نبی اکرم ﷺ نے پوری جوانی اس بیوہ عورت کے ساتھ گزاردی جو پہلے دو شادیاں کرچکی تھیں، نیزان کے پہلے شوہروں سے بچے بھی تھے۔ اسکے بعد تین چار سال ایک دوسری بیوہ حضرت سودہؓ کے ساتھ گزار دئے۔ اس طرح ۵۵ سال کی عمر تک آپ ﷺ کے ساتھ صرف ایک ہی بیوہ عورت رہی۔ ۵۰ سے ۶۰ سال کی عمر میں آپ ﷺ نے چند نکاح کئے جن کے سیاسی و دینی و اجتماعی چند اسباب یہ ہیں:

1: خلیفہ اول حضرت ابو بکر صدیقؓ کی بیٹی حضرت عائشہؓ، خلیفہ ثانی حضرت عمر فاروقؓ کی بیٹی حضرت حفصہؓ سے آپ ﷺ نے نکاح کئے۔ خلیفہ ثالث حضرت عثمانؓ اور خلیفہ رابع حضرت علیؓ کے ساتھ حضور اکرم ﷺ نے اپنی صاحبزادیوں کا نکاح

کیا۔ غرضیکہ نکاح کے ذریعہ (آپ کی وفات کے بعد آنے والے) چاروں خلفاء کے ساتھ داماد یا سسر کارشته قائم ہو گیا۔ جس سے صحابہ کے درمیان تعلق مضبوط اور مستحکم ہوا، اور امت میں اتحاد و اتفاق پیدا ہوا۔

2: جنگوں میں بعض صحابہ کرام شہید ہوئے یا کفار مکہ نے مسلمان عورتوں کو طلاق دیدی تو نبی اکرم ﷺ نے ان بیوہ یا مطلقہ عورتوں پر شفقت و کرم کا معاملہ فرمایا، اور ان سے نکاح کر لیا تاکہ ان بیوہ یا مطلقہ عورتوں کو کسی حد تک دلی تسلیم مل سکے۔ نیز انسانیت کو بیوہ اور مطلقہ عورتوں سے نکاح کرنے کی ترغیب دی۔

3: آپ ﷺ نے سارے نکاح بیوہ یا مطلقہ عورتوں سے کئے۔ لیکن صرف ایک نکاح کنواری لڑکی حضرت عائشہؓ سے کیا، انہوں نے نبی اکرم ﷺ کی صحبت میں رہ کر مسائل سے اچھی طرح واقفیت حاصل کی۔ عربی میں محاورہ ہے: چھوٹی عمر میں علم حاصل کرنا پتھر پر نقش کی طرح ہوتا ہے۔ تقریباً ۲۲۰۱ حدیث حضرت عائشہؓ سے مروی ہیں۔ آپ ﷺ کے انتقال کے انتقال کے بعد ۳۲ سال بعد حضرت عائشہؓ کا انتقال ہوا۔ یعنی نبی ﷺ کی وفات کے بعد ۳۲ سال تک علوم نبوت کو امت محمدیہ تک پہنچانی رہیں۔

4: یہود و نصاریٰ میں سے جو حضرات مسلمان ہوئے، ان کے ساتھ آپ ﷺ نے شفقت و رحمت کا معاملہ فرمایا۔ چنانچہ حضرت صفیہؓ مسلمان ہوئیں تو آپ ﷺ نے ان کو آزاد کیا، اور ان کی رضامندی پر آپ ﷺ نے ان سے شادی کی۔ اسی طرح حضرت ماریہؓ جو عیسائیٰ تھیں، ایمان لائیں تو آپ ﷺ نے ان کو عزت دے کر انہیں اپنے ساتھ رکھا۔ آپ کے بیٹے ابراہیمؑ حضرت ماریہؓ سے ہی پیدا ہوئے۔ غرض نبی اکرم ﷺ نے مرد ہونے کی حیثیت سے صرف ایک نکاح کیا، اور وہ حضرت خدیجہؓ سے کیا۔ اور پوری جوانی انہیں بیوہ عورت کے ساتھ گزار دی۔ البتہ باقی نکاح رسول ہونے کی حیثیت سے کئے۔ جس کی تفصیل اوپر گزر چکی ہے۔

صلدیقہ وزہرا رضی اللہ عنہما

نصر اللہ، بلوچستانی

ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہما اور سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہما بیٹھیں بتیں کر رہی تھیں، اگرچہ ماں کا رتبہ بیٹی سے زیادہ ہوتا ہے لیکن چونکہ عمروں میں زیادہ فرق نہ ہونے کی وجہ سے آپس میں محبت پیار اور دل لگی بھی ہوا کرتی تھی، پہنچ مراج بھی ہوتا تھا۔

ایک دن یوں ہوا کہ خاتون جنت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہما حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو دیکھ کر مسکرا کیں۔ ماں نے پوچھا بیٹی! کیا بات ہے؟ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے زیر لب مسکراتے ہوئے کہا کہ میرے دل میں یہ بات آرہی ہے کہ آپ کی والد تو سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں، جبکہ میرے والد خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ بیٹی کی اس بات کو سن کر سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعریفیں شروع کر دیں۔

فرمانے لگیں کہ فاطمہ! بیٹی آپ نے سچ کہا، ہمیں ایمان ملا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے ملا، ان کے طفیل پروردگار کی معرفت ملی، ان کی بدولت اسلام ملا، ان کے توسل سے ہمیں وجود ملا، ان کے وسیلے سے ہمیں جنت ملے گی۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتنی تعریفیں کیں کہ بہت زیادہ۔ جب تعریفیں کر چکیں تو کہنے لگیں: بیٹی فاطمہ! میرے ذہن میں بھی ایک بات آرہی ہے۔ بیٹی نے مسکراتے ہوئے پوچھا ماں جی وہ کون سی بات ہے؟ فرمانے لگیں کہ میرے دل میں یہ بات آرہی ہے کہ فاطمہ اگر آپ کے خاوند علی المرتضی ہیں تو پھر میرے خاوند بھی تو محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ یہ سن کر فاطمہ خاموش ہو گئیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے پھر دوسری بات کہی کہ بیٹی! میرے دل میں ایک اور بات بھی آرہی ہے۔ پوچھا کون سی؟ تو فرمانے لگیں کہ آپ خاتون جنت ہیں جنتی عورتوں کی سردار ہیں جنت میں جب آپ تخت پر بیٹھیں گی تو آپ کے ساتھ تخت پر سیدنا علی المرتضیٰ ہوں گے۔ اور جب میں جنت میں اپنے تخت پر بیٹھوں گی میرے تخت پر حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ساتھ بیٹھیں گے۔

حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا خود فرمایا کرتی تھیں کہ اللہ رب العزت نے مجھ چند ایسی باتیں عطا کی ہیں جو کسی اور زوجہ نبی کو نصیب نہیں ہو سکیں۔

پہلا اعزاز: میں سب سے پہلی بیوی ہوں جو کنواری نبی علیہ السلام کے نکاح میں آئی اور جنتی بھی آپ علیہ السلام کی ازواج تھیں وہ کنواری نہیں تھیں۔ میں ہی ایک تھی جو کنواری آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں آئی۔

دوسراءعزاز: میں ایک مرتبہ نبی علیہ السلام کی خدمت حاضر ہوئی میں نے دیکھا کہ چودھویں کی رات میں نبی علیہ السلام کچھ ڈھونڈ رہے تھے۔ میں نے پوچھا: اللہ کے محظوظ! کیا ڈھونڈ رہے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں کوئی کپڑا اتلاش کر رہا ہوں تاکہ اسے پرچم اسلام بنانا کر لہر اسکوں۔ حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: میرا ایک دوپٹہ تھا جس کی زمین سفید تھی اور اس کے اوپر کالی کالی دھاریاں تھیں میں نے وہ دوپٹہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پیش کر دیا نبی علیہ السلام نے میرے دوپٹے کو اپنے ہاتھوں سے اسلام کا پرچم بنانا کر لہرایا یہ اعزاز بھی اللہ نے مجھے ہی نصیب فرمایا۔

تیسرا اعزاز: جبراہیل امین نے اللہ رب العزت کے مجھے دنیا میں سلام پہنچائے۔

چوتھا اعزاز: منافقین نے مجھ پر بہتان باندھا۔ تو اس سے پہلے یوسف علیہ السلام پر بھی اس طرح تہمت لگی، حضرت مریم پر بھی تہمت لگی مگر اللہ رب العزت نے ان کی ان تہمتوں کو چھوٹے بچوں سے ختم فرمایا جنہوں نے گواہی دی کہ یہ پاک لوگ ہیں اور ان

کی طرف نسبت کی جانے والی بات حقیقت نہیں بلکہ تہمت ہے۔ لیکن مجھ پر جب تہمت لگائی گئی تو اللہ رب العزت نے چھوٹے پچوں سے گواہی دلوانے کے بجائے خود اپنے کلام مبارک میں میری پاکد امنی کی گواہی دی سماں ہذا بہتان عظیم۔ یہ تو بڑا بہتان ہے۔

پانچواں اعزاز: نبی اکرم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم جب آخری مرتبہ بستر علات پر تھے آپ کا چہرہ انور اور سر مبارک میری گود میں تھا اور میری نگاہیں آپ کے چہرے پر لگی ہوئی تھی، آپ اس وقت اللہ کے حضور پیش ہو رہے تھے۔ یہ اعزاز بھی مجھے ملا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم میری گود کے اندر سر رکھ کر دنیا سے پردہ فرمائے۔

چھٹا اعزاز: مجھیہ بھی حاصل ہے کہ میراہی چھرہ تھا جہاں نبی علیہ السلام نے آرام فرمایا (جو گنبد خضری بنا) اور قیامت کے دن اس حجرے سے نبی علیہ السلام اٹھیں گے اور امانت کی شفاعت فرمائیں گے۔

پانچ سالہ حافظہ قرآن

غلیقہ ہارون الرشید کے زمانے میں ایک پانچ سالہ بچے کو پیش کیا گیا اس کے باپ نے بتایا کہ یہ بچہ الحمد للہ اتنی چھوٹی سی عمر میں مکمل قرآن مجید کا حافظ ہے۔ ہارون الرشید باوجود بادشاہ ہونے کے چونکہ خود بھی قرآن مجید کا حافظ بلکہ بہترین قاری تھا اس نے کہا کہ میں بچے سے قرآن سنوں گا چنانچہ باپ نے بیٹے سے کہا بیٹا قرآن سناؤ وہ بچہ اتنا چھوٹا تھا کہ ضد کرنے لگا کہ ابو ہلے مجھ سے وعدہ کریں کہ آپ مجھے گڑلے کر دیں گے، بیٹے کے اصرار پر باپ نے وعدہ کیا کہ ہاں میں تجھے گڑکی ڈلی لے کر دوں گا۔ اس نے کہا اچھا سنا تاہوں ہارون الرشید نے اس بچے سے پانچ جگہوں سے سنا اور اس بچے نے پانچوں جگہ صحیح صحیح قرآن مجید سنادیا۔

مراسلہ: حافظ محمد سمیع اللہ حنفی

ایک سے زیادہ شوہروں کی ممانعت کیوں؟

اہلیہ مفتی شیر احمد حنفی

اگر اسلام ایک سے زیادہ بیویوں کی اجازت دیتا ہے تو وہ ایک عورت کو ایک سے زیادہ شوہر رکھنے کی اجازت کیوں نہیں دیتا؟“ بہت سے لوگ جن میں بعض مسلمان بھی شامل ہیں اس امر کی دلیل مانگتے ہیں کہ جب ایک مسلمان مرد کو ایک سے زیادہ بیویاں رکھنے کی اجازت ہے تو یہی ”حق“ عورت کو کیوں نہیں دیا گیا؟ سب سے پہلے میں یہ کہوں گی کہ اسلامی معاشرے کی بنیاد عدل اور مساوات ہے۔ اللہ نے مرد اور عورت کو برابر پیدا کیا ہے لیکن مختلف صلاحیتوں اور ذمہ داریوں کے ساتھ۔ مرد اور عورت جسمانی اور نفسیاتی طور پر ایک دوسرے سے مختلف ہیں، اس لیے کہ ان کے کردار اور ذمہ داریاں بھی مختلف ہیں۔ مرد اور عورت اسلام میں برابر ہیں لیکن ہو بھو ایک جیسے نہیں۔ سورۃ نساء کی آیات 22 تا 24 میں ان عورتوں کی نشاندہی کی گئی ہے جن سے مسلمان مرد شادیاں نہیں کر سکتے، مزید برآں آخری آیت 24 کے مطابق ان عورتوں سے بھی شادی منوع ہے جو ”شادی شدہ“ ہوں۔ مندرجہ ذیل نکات یہ حقیقت واضح کرتے ہیں کہ اسلام عورت کو ایک سے زیادہ مرد رکھنے سے کیوں روکتا ہے ملاحظہ کریں

☆ اگر ایک آدمی کی ایک سے زیادہ بیویاں ہوں تو ان سے پیدا ہونے والے بچوں کے ماں باپ کی آسانی سے شناخت ممکن ہے۔ اس صورت میں بچے کی ماں اور باپ کی پہچان ہو سکتی ہے۔ ایک سے زیادہ شوہر ہونے کی صورت میں پیدا ہونے والے بچوں کی ماں تو معلوم ہوتی ہے مگر باپ کا پتہ نہیں چل سکتا۔ اسلام ماں اور باپ دونوں کی پہچان کو بہت اہمیت دیتا ہے۔ ماہرین نفسیات کے نزدیک جو بچے اپنے والدین کو نہیں

جانتے، خاص طور پر اپنے باپ کو، وہ بہت زیادہ ذہنی تکلیف، بے چینی اور کشتمش کا شکار ہوتے ہیں اور اکثر ایسے بچوں کا بچپن ناخو شگوار ہوتا ہے، یہی وجہ ہے کہ طوائفوں کے بچوں کا بچپن صحت مند اور خو شگوار نہیں ہوتا۔ ایسے تعلق سے پیدا ہونے والے بچے کو جب اسکول میں داخل کرایا جاتا ہے اور اس وقت ماں سے اس کے باپ کا نام پوچھا جاتا ہے تو اُسے دو یا اس سے زیادہ ناموں کا حوالہ دینا پڑتا ہے۔ میں مانتی ہوں کہ موجودہ سائنسی ترقی کی بدولت جین میٹ کے ذریعے سے ماں اور باپ کی شناخت ہو سکتی ہے، اس لیے یہ نکتہ جو ماضی میں موثر تھا ممکن ہے کہ اب نہ ہو لیکن بچوں کے ناخو شگوار بچپن اور ان کی ذہنی تکلیف کا مسئلہ بدستور برقرار رہتا ہے اور یہ وراثت، یعنی باپ کی جائیداد وغیرہ کی تقسیم کے مسئلے میں بھی پیچیدگی کا باعث بتتا ہے۔

☆ مرد فطری طور پر عورتوں کی نسبت متعدد شادیوں کا زیادہ خواہشمند ہوتا ہے۔

☆ جسمانی یا حیاتی طور پر ایک مرد کے لیے کئی بیویاں رکھنے کے باوجود اپنے فرائض انجام دینا آسان ہوتا ہے جبکہ ایک عورت کے لیے جو ایک سے زیادہ شوہر رکھتی ہو بحیثیت بیوی اپنی ذمہ داریاں نجھانا ہرگز ممکن نہیں۔ ایک عورت ہر ماہواری کے دوران میں بہت سی نفسیاتی اور مزاج کی تبدیلیوں سے گزرتی ہے۔

☆ ایک عورت جس کے ایک سے زیادہ شوہر ہوں، اسے بیک وقت ایک سے زیادہ مردوں سے جنسی تعلقات رکھنے پڑیں گے تو اس کو بہت سی جنسی بیماریاں لگ سکتی ہیں جو وہ اپنے کسی شوہر کو منتقل کر سکتی ہے، چاہے اس کے تمام شوہروں کے دوسرا خواتین سے غیر ازدواجی تعلقات نہ بھی ہوں لیکن یہ صورت حال مرد کو ایک سے زیادہ بیویاں رکھنے کی صورت میں پیش نہیں آتی۔

☆ اسلام نے عورت کو گھر کی ملکہ اور نگران بنایا ہے۔ وہ خاوند کی اولاد اور گھر کی دیکھ بھال کرتی ہے اور یہ کیسے ممکن ہے کہ وہ ایک سے زیادہ گھروں کی دیکھ بھال کر سکے۔

دوسری بات یہ ہے کہ مرد کے اندر ایک فطری غیرت ہے، جو ہر سلیم الفطرت شخص کے اندر پائی جاتی ہے کہ بیوی کے معاملے میں وہ کسی کی شر اکت برداشت نہیں کرتا۔ یہ غیرت نہ صرف انسانوں میں ہے بلکہ حیوانوں میں بھی پائی جاتی ہے کہ وہ بھی اس معاملے میں شر اکت برداشت نہیں کرتے۔ جیسا کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے عمرو بن میمون کے حوالے سے بندروں کے واقعہ کی طرف اشارہ کیا ہے۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے فتح الباری میں اسے تفصیل سے ذکر کیا ہے۔ عمرو بن میمون کہتے ہیں کہ میں یمن میں ایک ٹیلے پر اپنے خاندان کی بکریاں چڑھا تھا کہ ایک بندر اور بندر یا وہاں آئے۔ بندرنے بندر یا بازو اپنے سر کے نیچے رکھا اور سو گیا۔ اس دوران ایک اور بندر آیا اور اس نے بندر یا کو بہکایا اور وہ اس کے ساتھ چلی گئی اور ٹھوڑا دور جا کر انہوں نے بدکاری کی، پھر بندر یا واپس آئی اور اپنا ہاتھ بندر کے سر کے نیچے داخل کرنا چاہا تو وہ جاگ آٹھا۔ اس نے اسے سونگھا اور چلانے لگا۔ کئی بندراں کٹھے ہو گئے، وہ مسلسل چلائے جاہا تھا اور اس بندر یا کی طرف اشارہ کر رہا تھا۔ بندرا دھر ادھر گئے اور اس بندر کو لے آئے جس نے بدکاری کی تھی۔ انہوں نے ان دونوں کے لیے ایک گڑھا کھودا اور انہیں ختم کر دیا۔

(فتح الباری: 202/7، حدیث: 3859)

اسی طرح خنزیر کے علاوہ تمام جانوروں میں یہ غیرت کی حس موجود ہے۔ جب حیوان برداشت نہیں کر سکتے کہ ان کی موئیت کو کوئی اور نر استعمال کرے تو انسان اپنی شریکِ حیات میں شر اکت کیسے برداشت کر سکتا ہے؟ یہ تمام وہ ظاہری وجہ ہیں جن کا آسانی سے علم ہو سکتا ہے۔ ممکن ہے اور بھی بہت سی وجہوں جن کا علم داناے راز، اللہ تعالیٰ علیم و خبیر ہی کو بہتر طور پر ہو کہ اس نے عورت کو ایک سے زیادہ شوہر رکھنے سے کیوں منع کیا ہے۔

قرض کی ادائیگی

کھجور طارق نعمان گڑنگی

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے بنی اسرائیل کے ایک شخص کا تذکرہ فرمایا جس نے بنی اسرائیل کے ایک دوسرے شخص سے ایک ہزار دینار قرض مانگا۔ قرض دینے والے نے کہا کہ پہلے ایسے گواہ لا جن کی گواہی پر مجھے اعتبار ہو۔ قرض مانگنے والے نے کہا کہ گواہ کی حیثیت سے تو بس اللہ تعالیٰ کافی ہے۔ پھر اس شخص نے کہا کہ اچھا کوئی ضامن (گارنٹی دینے والا) لے آ۔ قرض مانگنے والے نے کہا کہ ضامن کی حیثیت سے بھی بس اللہ تعالیٰ ہی کافی ہے۔ قرض دینے والے نے کہا تم نے سچی بات کہی اور وہ اللہ تعالیٰ کی گواہی اور ضمانت پر تیار ہو گیا، چنانچہ ایک معین مدت کے لئے انہیں قرض دے دیا۔ یہ صاحب قرض لے کر دریائی سفر پر روانہ ہوئے اور پھر اپنی ضرورت پوری کر کے کسی سواری (کشتی وغیرہ) کی تلاش کی تاکہ اس سے دریا پار کر کے اس معینہ مدت تک قرض دینے والے کے پاس پہنچ سکیں جو ان سے طے ہوئی تھی، اور ان کا قرض ادا کر دیں، لیکن کوئی سواری نہیں ملی، (جب کوئی چارہ نہیں رہا تو) انہوں نے ایک لکڑی لی اور اس میں ایک سوراخ بنایا، پھر ایک ہزار دینار اور ایک خط (اس مضمون کا کہ) ان کی طرف سے قرض دینے والی کی طرف (یہ دینار بھیجے جا رہے ہیں) رکھ دیا اور اس کامنہ بند کر دیا اور اسے دریا پر لے کر آئے، پھر کہا، اے اللہ! تو خوب جانتا ہے کہ میں نے فلاں شخص سے ایک ہزار دینار قرض لئے تھے، اس نے مجھ سے ضامن مانگا تو میں نے کہا تھا کہ ضامن کی حیثیت سے اللہ تعالیٰ کافی ہے، وہ تجوہ پر راضی تھا، اس نے مجھ سے گواہ مانگا تو اس کا جواب بھی میں نے یہی دیا کہ اللہ تعالیٰ گواہ کی حیثیت سے کافی ہے تو وہ تجوہ پر راضی ہو گیا تھا اور (تو

جانتا ہے کہ) میں نے بہت کوشش کی کہ کوئی سواری مل جائے جس کے ذریعہ میں اس کا قرض معین مدت پر پہنچا سکوں لیکن مجھے اس میں کامیابی نہیں ملی۔ اس لئے اب میں اس کو تیرے ہی سپرد کرتا ہوں (کہ تو اس تک پہنچا دے) چنانچہ اس نے وہ صندوق کی شکل میں لکڑی جس میں رقم تھی، دریا میں بہادی اس یقین کے ساتھ کہ اللہ تعالیٰ اس امانت کو ضائع نہیں

کرے گا۔ اب وہ دریا میں تھی اور وہ شخص واپس ہو چکا تھا۔ اگرچہ فکر اب بھی بھی تھی کہ کسی طرح کوئی جہاز ملے جس کے ذریعہ وہ اپنے شہر جاسکے۔ دوسرا طرف وہ صاحب جنہوں نے قرض دیا تھا اسی تلاش میں (بندر گاہ) آئے کہ ممکن ہے کوئی جہاز ان کا مال لے کر آیا ہو، لیکن وہاں انہیں ایک لکڑی ملی، وہی جس میں مال تھا جو قرض لینے والے نے ان کے نام بھیجا تھا، انہوں نے وہ لکڑی اپنے گھر کے ایندھن کے لئے لے لی، پھر جب اسے چیرا تو اس میں سے دینار نکلے اور ایک خط بھی۔ (کچھ دنوں بعد) وہ صاحب جب اپنے وطن پہنچے تو قرض خواہ کے یہاں آئے اور (دوبارہ) ایک ہزار دینار ان کی خدمت میں پیش کر دئے۔ اور کہا کہ بخدا میں تو بر ابر اسی کوشش میں رہا کہ کوئی جہاز ملے تو تمہارے پاس تمہارا مال لے کر پہنچوں، لیکن مجھے اپنی کوششوں میں کوئی کامیابی نہیں ملی۔ پھر قرض خواہ نے پوچھا، اچھا یہ تو بتا، کوئی چیز بھی میرے نام آپ نے بھیجی تھی؟ مقروض نے جواب دیا بتا تو رہا ہوں کہ کوئی جہاز مجھے اس جہاز سے پہلے نہیں ملا جس سے میں آج پہنچا ہوں۔ اس پر قرض خواہ نے کہا کہ پھر اللہ تعالیٰ نے بھی آپ کا وہ قرض ادا کر دیا جسے آپ نے لکڑی میں بھیجا تھا، چنانچہ وہ صاحب اپنا ہزار دینار لے کر خوشی خوشی واپس ہو گئے۔ (صحیح بخاری۔ کتاب الکفال۔ باب الکفال فی القرض والدین بالابدان وغیرہا)

قارئین کرام! قرض لیتے اور دیتے وقت ان احکام کی پابندی کرنی چاہئے جو

اللہ تعالیٰ نے سور العقرہ کی آیت میں بیان کئے ہیں، یہ آیت قرآن کریم کی سب سے لمبی آیت ہے۔ اس آیت میں قرض کے احکام ذکر کئے گئے ہیں، ان احکام کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ بعد میں کسی طرح کا کوئی اختلاف پیدا نہ ہو۔ ان احکام میں سے ایک اہم حکم قرض کی ادائیگی کی تاریخ بھی متعین کر لی جائے ہے۔

قرض لینے والے کے لئے ضروری ہے کہ وہ ہر ممکن کوشش کر کے وقت پر قرض کی ادائیگی کرے۔ اگر متعین وقت پر قرض کی ادائیگی ممکن نہیں ہے تو اس کے لئے ضروری ہے کہ اللہ جل شانہ کا خوف رکھتے ہوئے قرض دینے والے سے قرض کی ادائیگی کی تاریخ سے مناسب وقت قبل مزید مهلت مانگے۔ مهلت دینے پر قرض دینے والے کو اللہ تعالیٰ اجر عظیم عطا فرمائے گا۔ لیکن جو حضرات قرض کی ادائیگی پر قدرت رکھنے کے باوجود قرض کی ادائیگی میں کوتاہی کرتے ہیں، ان کے لئے حضور اکرم ﷺ کے ارشادات میں سخت وعدیں وارد ہوئی ہیں، حتیٰ کہ آپ ﷺ ایسے شخص کی نمازِ جنازہ پڑھانے سے منع فرمادیتے تھے جس پر قرض ہو یہاں تک کہ اس کا قرض ادا کر دیا جائے۔ ان احادیث میں سے بعض احادیث مندرجہ ذیل ہیں:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ ایک شخص کا انتقال ہوا۔ غسل و کفن سے فراغت کے بعد ہم نے رسول اکرم ﷺ سے نماز پڑھانے کو کہا۔ آپ ﷺ نے پوچھا کہ کیا اس پر کوئی قرض ہے؟ ہم نے کہا کہ اس پر دینار کا قرض ہے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: پھر تم ہی اس کی نمازِ جنازہ پڑھو۔ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول ﷺ اس کا قرض میں نے اپنے اوپر لیا۔ نبی اکرم نے ارشاد فرمایا: وہ قرضہ تمہارے اوپر ہو گیا اور میت بری ہو گیا۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے اس شخص کی نمازِ جنازہ پڑھائی۔ (رواه احمد بساناد حسن والحاکم وقال صحیح الاسناد۔۔۔ الترغیب والترہیب)

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: مسلمان کی جان اپنے قرض کی وجہ سے معلق رہتی ہے (یعنی جنت کے دخول سے روک دی جاتی ہے) یہاں تک کہ اس کے قرض کی ادائیگی کر دی جائے۔ (ترمذی، مندرجہ، ابن ماجہ)

رسول اللہ ﷺ نے ایک روز فجر کی نماز پڑھانے کے بعد ارشاد فرمایا: تمہارا ایک ساتھی قرض کی ادائیگی نہ کرنے کی وجہ سے جنت کے دروازہ پر روک دیا گیا ہے۔ اگر تم چاہو تو اس کو اللہ تعالیٰ کے عذاب کی طرف جانے دو، اور چاہو تو اسے (اس کے قرض کی ادائیگی کر کے) عذاب سے بچالو (رواه الحاکم، صحیح علی شرط الشیخین۔
التغییب والترہیب)

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ شہید کے تمام گناہوں کو معاف کر دیتا ہے، مگر کسی کا قرضہ معاف نہیں کرتا۔ (مسلم)

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص کسی سے اس نیت سے قرض لے کہ وہ اس کو ادا کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے قرض کی ادائیگی کے لئے آسانی پیدا کرتا ہے، اور اگر قرض لیتے وقت اس کا ارادہ ہڑپ کرنے کا ہے تو اللہ تعالیٰ اسی طرح کے اسباب پیدا کرتا ہے جس سے وہ مال ہی بر باد ہو جاتا ہے۔ (بخاری)

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس شخص کا انتقال ہوا ایسے وقت میں کہ وہ مقروض ہے تو اسکی نیکیوں سے قرض کی ادائیگی کی جائے گی (لیکن اگر کوئی شخص اس کے انتقال کے بعد اس کے قرض کی ادائیگی کر دے تو پھر کوئی مواخذہ نہیں ہو گا)۔

(ابن ماجہ)

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر کوئی شخص اس نیت سے قرض لیتا ہے کہ وہ اس کو بعد میں ادا نہیں کرے گا تو وہ چور کی حیثیت سے اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش کیا جائے گا۔ (ابن ماجہ)

حرام چیزوں کے انسانی جسم پر

اثرات اور شرعی احکامات

امیر افضل اعوان

نیرنگی گردوں کے باعث جہاں معاشرہ میں اخلاقی اقدار بدلتی جا رہی ہیں وہیں معاشرتی انداز و اطوار میں بھی تبدیلی رونما ہونے لگی ہے، یہاں تک کہ ہمارے رہن سہن کے ساتھ ساتھ قیام و طعام کے طور طریقے بھی یکسر مختلف شکل میں سامنے آ رہے ہیں، کل تک دیسی کھانوں کو مرغوب سمجھا جاتا تھا مگر کچھ عرصہ قبل ملک میں آنے والے برگر کلچر کی بدولت آج حالات مکمل طور پر تبدیل ہو چکے ہیں، بچوں سے بڑوں تک ہر شخص فاسٹ فوڈ کا دلدادہ نظر آتا ہے، اس تبدیلی کے نتیجے میں پیزا، شوارما اور دیگر اشیائے خورونوش نے ماحول کے بعد ذہنوں میں بھی اس قدر جگہ بنالی ہے کہ آج اگر کسی نا سمجھنے پے سے بھی کھانے کی بابت دریافت کیا جائے تو وہ فاسٹ فوڈ آٹیم کا نام ہی لیتا ہے۔

اس بات سے قطع نظر کہ ان بازاری اشیاء کے مضر اثرات کس حد تک ہیں ہم خود اپنے بچوں کو ان اشیاء کی طرف راغب کرتے ہیں جو کہ ہماری صحت اور ایمان کے لئے زہر قاتل سے کم نہیں، اس میں کوئی شک نہیں کہ اس امر سے حقیقی آگاہی میسر آنے کی ضرورت آج اور زیادہ بڑھ چکی ہے کیوں کہ اب یہ فاسٹ فوڈ اور ڈبہ بند اشیاء خورونوش میں ان کا ذائقہ بڑھانے کے لئے حرام اجزاء شامل کرنے جانے کا انکشاف ہوا ہے۔

وطن عزیز میں چائیز ریஸٹور نٹس، فاسٹ فوڈ سنٹرز کے کھانوں اور ڈبہ بند

اشیاء چاکلیٹ، کیک، ٹافیاں، جیلی، مصنوعی مکھن سمیت دیگر کئی چیزوں میں جیلاٹن استعمال ہوتا ہے اور یہ جیلاٹن کتوں، گدھوں اور خنزیر کی کھال کے علاوہ مردہ جانوروں کی ہڈیوں میں موجود نمکیات سے تیار کیا جاتا ہے، جیلاٹن اشیاء خورونوش کو لیس دار بنانے کے لئے بھی مستعمل ہے جب کہ مصنوعی مکھن ٹافیوں اور جیلی سمیت دیگر متعدد اشیاء خورونوش کے تیاری میں اسے بنیادی عنصر کی حیثیت حاصل ہے۔

اس کے علاوہ ان چیزوں کو مزید اربنانے کے لئے بھی کئی کیمیکلز استعمال کئے جاتے ہیں جن میں اجینوموتوب سے زیادہ مرکزی حیثیت رکھتا ہے، چائینیز نمک کے نام سے مارکیٹ میں دستیاب یہ کیمیکل دراصل مونو سوڈیم گلوٹامیٹ ہی ہے، اس کو سب سے پہلے جاپانیوں نے تیار کیا، تجارتی پیمانے پر اس کی تیاری کے لئے گندم اور دیگر اجنس کو پہلے اس قدر گلنے سڑنے کے لئے چھوڑ دیا جاتا ہے کہ اس میں کیڑے پیدا ہو جاتے ہیں، پھر ان کیڑوں کی مزید افرواش کے لئے ان میں چینی اور دیگر میٹھی چیزیں شامل کی جاتی ہیں جو ان کیڑوں کی خوراک بن جاتی ہے، مقررہ وقت پر اس منصوبے سے شراب کی طرح رس کشید کر لیا جاتا ہے جس میں 25 فہصد تک گلوٹامیٹ ہوتا ہے اس کا سفوف بنا کر اسے اجینوموتوب کے نام سے مارکیٹ میں لاایا جاتا ہے اس حوالہ سے اجنس کے علاوہ مردہ جانوروں کا خیر اٹھائے جانے کی بھی اطلاعات موجود ہیں۔

اس کے علاوہ یہ خوفناک حقیقت بھی سامنے آئی ہے کہ ان حرام ذائقہ دار چیزوں کو کھانے والا دوبارہ انہی چیزوں کا طلب گار ہوتا ہے کیوں کہ اس کی طلب از خود انسانی جسم میں پیدا ہو جاتی ہے، آپ نے خود اس چیز کا مشاہدہ کیا ہو گا کہ فاست فوڈ کا شید اتی دیگر غذائی اشیاء سے مکمل گریز کرتا ہے جب کہ بھوک نہ ہونے پر بھی وہی چیزیں دوبارہ کھائی جاتی ہیں۔

یہاں یہ امر بھی قابل غور ہے کہ 1960ء کی دہائی میں جب یورپ اور امریکہ میں ذائقہ بڑھانے والے کیمیکلز کا استعمال شروع ہوا تو قدامت پسند یہودیوں نے اعتراض کیا کہ خنزیر کی چربی یا جسم کے ٹشوز سے کشید کر دیا یہ تیزاب انسانی صحت کے لئے سخت نقصان دہ ہے مگر تجارتی بنیادوں پر اس کا استعمال بڑھتا گیا۔

ہمارے معاشرہ میں کھانے کی اشیاء میں ان حرام اجزاء کی موجودگی کا اکشاف ہمارے لئے لمحہ فکری ہے، جب کہ دوسری جانب قومی اسمبلی کی قائمہ کمیٹی برائے سائنس و ٹیکنالوجی نے بھی ہمارے معاشرہ میں موجود 67 فیصد درآمدی اشیائے خورونوш کو حرام قرار دے دیا ہے، کمیٹی نے اس حوالہ سے 23 حرام اشیاء کی فہرست بھی پیش کر دی گئی ہے، ان اشیاء میں چیس، دہی، پیزا، چکن، نوڈلز، چکن کیوب، چکن سوپ کی ٹکلیاں، فروٹ کا کشیلز، گی پیزا، چکن ٹونائیٹ، ٹیولپ چکن، کپ سوپ، پستہ کر گئی چکن، اسٹر ابری لیف، سلام سوپ و دیگر اشیاء شامل ہیں۔

معلوم ہوا ہے کہ حلال اتحاری کی عدم موجودگی کے باعث عوام حرام اشیاء استعمال کرنے پر مجبور ہیں، قائمہ کمیٹی نے گذشتہ دنوں طارق بشیر چیمہ کی زیر صدارت اجلاس میں ان حرام اشیاء کی خرید و فروخت پر مکمل پابندی اور کاروبار میں ملوث عناصر کے خلاف سخت قانونی کارروائی کا مطالبہ کیا ہے۔

چیزیں میں قائمہ کمیٹی نے اس امر پر تشویش کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ ہم گذشتہ 68 سال سے حرام چیزیں استعمال کر رہے ہیں اور کسی کو پتا بھی نہیں، معلوم ہوا ہے کہ اس صورت حال پر انہوں نے استفسار کیا کہ ان حالات کا ذمہ دار کون ہے؟ جس پر انہیں بتایا گیا کہ تاحال ملک میں کوئی ایسا ادارہ ہی نہیں کہ جو اس حوالہ سے چیک اینڈ بیلینس رکھ سکے یا جس پر اس گھمبیر صور تحال کی ذمہ داری عائد کی جاسکے۔

حرام و حلال کی تفریق واضح کرتے ہوئے قرآن کریم میں ارشاد باری تعالیٰ

ہے کہ ”اس نے تم پر مر اہو اجنور اور لہو اور سور کا گوشت اور جس چیز پر خدا کے سوا کسی اور کا نام پکارا جائے حرام کر دیا ہے“ سورہ البقرہ، آیت 173، یہی حکم سورہ المائدہ کی آیت 3 میں بھی موجود ہے، اس آیت سے جن چیزوں کا کھانا حرام ہوا ان میں اول میتہ (مردار جانور) ہے جو واجب الذبح جانور ذبح کئے بغیر خود اپنی موت سے مر جائے اس کا خون اور حرارت غلیظ یہ گوشت ہی میں جذب ہو کر رہ جاتی ہے جس کی گوشت میں موجودگی اور گندگی سے کئی قسم کے بدنبالی اور دینی مضرات لاحق ہوتے ہیں

(ابن کثیر)

شاید اسی تعلیل پر متنبہ فرمانے کے لئے میتہ (مردہ جانور) کے بعد خون کی حرمت کھل کر سامنے آتی ہے، اس کے بعد حیوانات کی ایک خاص نوع (خنزیر) کی تحریم کا ذکر کیا، جس کی بے انتہا نجاست خوری اور بے حیائی مشہور عام ہے شاید اسی لئے شریعت نے خون کی طرح اس کو بخش العین قرار دیا۔

واضح رہے کہ اس آیت مبارکہ میں سور کا گوشت اور اس کے تمام اجزاء کو حرام قرار دیا گیا ہے، اسلامی لحاظ سے دیکھا جائے تو تجویزی احساس ہوتا ہے کہ جن اشیاء کو اللہ پاک نے حرام قرار دیا ان کی مسلمہ وجوہات بھی موجود ہیں، مثلاً خنزیر کا گوشت کھانے والوں میں عزت وغیرت کا تصور تک ختم ہو جاتا ہے اور اس کے نتیجے میں معاشرہ میں فاشی و عربی کا لامتناہی سلسلہ شروع ہو جاتا ہے جو کہ انسان کو اخلاقی پستیوں کی طرف دھکیل دیتا ہے۔

موجودہ دور میں مغرب کا مادر پدر آزاد معاشرہ اس کی زندہ مثال ہے اس کے علاوہ دیگر حرام اشیاء کے اثرات بھی کسی طرح خوشنگوار نہیں ہوتے۔

حلت و حرمت کے قانون میں شریعت نے صرف اس بات کو ملحوظ نہیں رکھا کہ حرام چیزوں کے طبعی لحاظ سے جسم انسانی پر کیا مفید یا مضر اثرات پڑتے ہیں، اگر

ایسی بات ہوتی تو سب سے پہلے سکھیا اور دوسرے زہروں کا نام لیا جاتا، بلکہ زیادہ تر اس بات کو ملحوظ رکھا گیا ہے کہ ان حرام اشیاء کے انسان کے اخلاق پر کیسے اثرات مرتب ہوتے ہیں اور طہارت اور پاکیزگی سے ان کا کس قدر تعلق ہے نیز ایسی تمام چیزیں بھی حرام قرار دی گئیں جنہیں نیت کی گندگی اور عقیدہ کی خباثت حلال سے حرام بنا دیتی ہے، لہذا یہ ضروری نہیں کہ جو چیز اللہ نے حرام کی ہے اس کی حکمت انسان کی سمجھ میں آجائے، انسان کے لئے یہی کافی ہے کہ اس کے خالق و مالک نے اس پر جو چیز حرام کر دی اس کے استعمال سے کلی طور پر باز رہے کیوں کہ اسی میں ہی رحمت، برکت اور حقیقی بہتری پہنچ ہے۔

”حضرت جابر بن عبد اللہؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے فتح مکہ والے سال مکہ میں یہ فرماتے ہوئے سنًا: اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے شراب، مردار، خزیر اور بتوں کی بیع کو حرام کیا ہے آپ ﷺ کو کہا گیا اے اللہ کے رسول ﷺ! مردار کی چربی کے بارے میں آپ ﷺ کا کیا حکم ہے؟ کیونکہ اس سے کشتیوں کو (پیندے میں) ملا جاتا ہے اور چڑروں کو اس سے رنگا جاتا ہے اور لوگ اس سے روشنی کرتے ہیں۔“

آپ ﷺ نے فرمایا نہیں وہ حرام ہے پھر اسی وقت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ یہود کو ہلاک کرے کہ اللہ نے جب ان پر اس مردار کی چربی کو حرام کیا تو انہوں نے اسے بگھلایا پھر اسے فروخت کر دیا اور اس کی قیمت کھائی“

صحیح مسلم، جلد دوم، حدیث 1555

توجہ فرمائیے کہ آپ ﷺ نے خزیر کی چربی کو کشتیوں کے پیندے پر لگانے سے بھی منع فرمایا، چڑے کو رنگنے سے بھی اور اس کی چربی سے چراغ جلانا بھی پند نہیں فرمایا بلکہ سختی سے باز رہنے کا حکم دیا گیا۔

بھیثیت مسلمان جن چیزوں کو خالق کائنات نے حرام قرار دیا ان کی ہمارے لئے مکمل ممانعت ہے جب کہ موجودہ دور میں ہم نہ صرف خود ان حرام چیزوں کو بڑے شوق سے کھاتے ہیں بلکہ آج کل تو مہمان نوازی کے لئے بھی ان اشیاء کا بھرپور استعمال کیا جاتا ہے۔

اسلامی احکامات کے مطابق اگر کسی حلال چیز میں رائی کے دانے کے برابر بھی حرام اجزاء شامل کر دیے جائیں تو وہ چیز کلی طور پر حرام ہو جاتی ہے اور اگر ہم یہی حرام چیزیں استعمال کرتے ہیں تو کسی شک و شبہ کی گنجائش نہیں کہ پھر کسی بھی بہتری کی توقع عبث ہے۔

اس کے علاوہ قائمہ کمیٹی کے اجلاس میں حرام اشیاء کے حوالہ سے چیزیں موصوف کی علمی کی صورت حال بھیثیت قوم ہم سب کے لئے باعث غورو فکر ہے کہ اسلام کے نام پر قائم ہونے والی اس نظریاتی ریاست میں حرام حلال کی تمیز کرنے والا کوئی ادارہ ہی موجود نہیں جب کہ اس خوفناک امر سے قائمہ کمیٹی کے چیزیں میں بھی قطعی لا علم ہیں۔

حکومت کو چاہئے کہ اس گھمبیر صورت حال کے حوالہ سے ہنگامی بنیادوں پر عملی اقدامات فروغ دیتے ہوئے سخت تاد تبی کارروائی عمل میں لائے ورنہ اس مجرمانہ غفلت کا خمیازہ دونوں جہانوں میں بھلکتا پڑ جائے گا۔

درج فیل اشیاء خریدنے میں احتیاط کریں

چپس، دہی، پیزا، چکن، نوڈ لز، چکن کیوب، چکن سوپ کی ٹکلیاں، فروٹ کا کلٹیلز، گمی پیزا، چکن ٹونائیٹ، ٹیولپ چکن، کپ سوپ، پستہ کر گمی چکن، اسٹر ابری لیف، سلماسوپ وغیرہ۔

نہ وہ بے حجابی، نہ وہ بے نقابی

اقبال عظیم

وہ مونِ تبسمِ شُلگفتہ شُلگفتہ ، وہ بھولا سا چہرہ کتابی کتابی
وہ سُنبل سے گیسو سنہرے سنہرے ، وہ مخمور آنکھیں گلابی گلابی

کفِ دست نازک حنائی حنائی ، وہ لب ہائے شیریں شہابی شہابی
وہ باتوں میں جادو اداوں میں ٹونا ، وہ ڈزدیدہ نظریں عقابی عقابی

کبھی خوش مزاجی ، کبھی بے نیازی ، ابھی ہوشیاری ، ابھی نیم خوابی
قدم بہکے بہکے نظر کھوئی کھوئی ، وہ مخمور لجھے شرابی شرابی

نہ حرفِ تکلم ، نہ سعی تخطاب ، سر بزم لیکن بہم ہم کلامی
ادھر چند آنسو سوالی سوالی ، اُدھر کچھ تبسم جوابی جوابی

وہ سیلاں خوشبو گلستان گلستان ، وہ سرو خراماں بہاراں بہاراں
فروزان فروزان جبیں کہکشانی ، درخشاں درخشاں نظر ماہتابی

نہ ہونٹوں پہ سرخی ، نہ آنکھوں میں کاجل ، نہ ہاتھوں میں کنگن ، نہ پیروں میں پائل
مگر حسن سادہ مثالی مثالی ، جوابِ شامل فقط لا جوابی

وہ شہرِ نگاراں کی گلیوں کے پھیرے ، سر کوئے خوبیں فقیروں کے ڈیرے
مگر حرف پڑش ، نہ اذنِ گزارش ، کبھی نامُرادی کبھی باریابی

یہ سب کچھ کبھی تھا ، مگر اب نہیں ہے کہ آوارہ فرہاد گوشہ نہیں ہے
نہ تیشه بدوشی ، نہ خارہ شگافی ، نہ آہیں ، نہ آنسو ، نہ خانہ خرابی

کہ نظروں میں اب کوئی شیریں نہیں ہے ، جدھر دیکھئے ایک مریم کھڑی ہے
نجابتِ ساپا ، شرافتِ تبسم ، بہ عصمتِ مزاجی ، بہ عفتِ کابی

جو گیسو سنہرے تھے اب نُقری ہیں ، جن آنکھوں میں جادو تھا ، اب باوضو ہیں
یہ پاکیزہ چہرے ، یہ مخصوص آنکھیں ، نہ وہ بے حاجی ، نہ وہ بے نقابی

وہ عشقِ مجازی حقیقت میں ڈھلن کر تقدس کی راہوں پہ اب گامزن ہے
جو حُسنِ نگاراں فریبِ نظر تھا ، فرشتوں کی صورت ہے گردوں جنابی

وہ صورتِ پرستی سے آتا گیا ہے ، خلوصِ نظر اور کچھ ڈھونڈتا ہے
نہ موجِ تبسم ، نہ دستِ حنائی ، نہ مخمور آنکھیں گلابی گلابی

نہ ڈزدیدہ نظریں عقابی عقابی ، نہ مخمور لہجہ شرابی شرابی
نہ سُنبل سے گیسو سنہرے سنہرے ، نہ لب ہائے شیریں شہابی شہابی

فکری یلغار

شمس تبریز قاسمی

جنگ و جدال اور قتل و قتال کی تاریخ کا سلسلہ روزاول سے جاری ہے۔ دنیا کی پہلی جنگ دنیا کے پہلے انسان حضرت آدم علیہ السلام کی دو اولاد ہائیل اور قابیل کے درمیان واقع ہوئی تھی۔ اس کے بعد سے اب تک میدان کارزار مسلسل سرگرم ہے۔ دنیا کی مختلف قومیں ایک دوسرے کے ساتھ برسپیکار ہیں۔ اپنی مملکت کے رقبہ کو سعیت دینے، دوسروں کی دینا تنگ کرنے، مذہبی بنیاد پر انسانیت کی ناکہ بندی کرنے کا یہ کھیل آئے دن بڑھتا جا رہا ہے۔

دنیا کی ترقی کے ساتھ حقوق انسانی کو پامال کرنے والی یہ جنگیں بھی ہر روز ایک نئی شکل اختیار کرتی جا رہی ہے۔ عصر حاضر کی سب سے بڑی جنگ اب فکری یلغار بن چکی ہے۔ جسمانی طاقت و قوت، ہتھیاروں کی افزودگی اور ایسٹی تووانائی کے فروع کے ساتھ فکری جنگ بھی اپنے عروج پر ہے اور آج کی دنیا میں فکری جنگ لڑنے والے ہی فاتح ہیں۔ جسمانی طاقت و قوت کے سہارے میدان کارزار سجانے والے اور اپنی تلواروں کا جو ہر دکھانے والے آج اپنی بے بُی کارونا رورہے ہیں۔

تاریخ بتاتی ہے کہ ایک دور وہ تھا جب مسلم ممالک کی سرحدیں کئی ممالک پر محيط تھیں۔ یہاں ہر طرح کی آسانیاں تھیں۔ رعایا پوری طرح خوشحال تھی۔ سہولیات اور تعیش کے تمام وسائل مہیا تھے۔ دولت و ثروت کی مکمل فراوانی تھی۔ انانج اور فصلیں و افر مقدار میں دستیاب تھے، علاج و معالجہ، نقل و حمل، تعلیم و تعلم، صنعت و حرفت کے اعتبار سے مسلم ریاستیں سب سے زیادہ ترقی یافتہ تھیں۔

مسلمان تاجروں کے قافلے دور دراز کے علاقوں تک مسلم مصنوعات کو

پہنچاتے تھے۔ مسلم دنیا میں بڑے بڑے علمی مرکز قائم تھے۔ کوفہ بصرہ اور بغداد میں اس وقت دنیا کی سب سے بڑی علمی آماجگاہیں تھیں۔ بیہاں کی لا بیریوں کی شہرت پوری دنیا میں گوجتی تھی۔ مسلمان محققین، دانشواران، فلاسفہ، اطباء، سامنندان، ریاضی دان، تاریخ نویس، شعراء، اہل فلم اور صاحب صنعت و حرفت کی شہرت چہار دانگ عالم میں پھیلی ہوئی تھی۔ دنیا پر اسلامی ریاستوں کا سطوت و دبدبہ قائم تھا۔ جبکہ دوسری طرف یورپ کو غربت و افلاس نے اپنے شکنخ میں کس رکھا تھا۔

عیسائی ممالک اس وقت تہذیب و تمدنی کی پستی میں گرے ہوئے تھے۔ تہذیب، شناختی، اخلاق، اور تعلیم کا ان میں نام و نشان بھی ناپید تھا۔ بدن پر کپڑا پہننے کے بجائے وہ جانوروں کی کھالیں اپتے بدن پر استعمال کرتے تھے۔ یورپ اور عیسائی حکمران اسلامی ممالک کی اس ترقی پر حسد کی آگ میں جلتے تھے۔ مسلمانوں کی خوشحالی انہیں ایک آنکھ نہیں بھاتی تھی۔

صلیبی مہم کی آڑ میں حکمران عیسائی عوام کو مسلمانوں کے خلاف بھڑکاتے تھے۔ مسلمانوں کی مالی خوشحالی کے خلاف عیسائیوں میں حسدانہ جذبات پیدا کئے جاتے تھے۔ جس کی ایک واضح مثال پوپ اربن کے یہ الفاظ ہیں ”فرانس عیسائی آبادی سے تنگ پڑ گیا ہے اور ارض کنعان میں دودھ اور شہد کی نہریں بہتیں ہیں“۔ یہ الفاظ نہایت واضح طور پر مسلم دشمنی کی غمازی کر رہے ہیں۔

صلیبی جنگوں میں ملنی والی مسلسل ناکامیوں کے بعد اہل یورپ کو یہ یقین ہو گیا کہ مسلم دنیا کو شکست دینے کا راستہ انتہائی کٹھن اور دشوار کن ہے۔ ان کی طاقت کو کمزور کرنا جوئے شیر لانے کے مترادف ہے۔ اس راستے پر چل کر یورپ کی ترقی کا خواب شرمندہ تعبیر ہونانا ممکن ہے اس لئے یورپ نے اس جنگ کے دوسرا پہلو پر توجہ دی اور جسمانی جنگ لڑنے کے بجائے فکری اور نظریاتی جنگ کی شروعات کر دی۔

جسے عربی میں ”العرو الفکری“ کہا جاتا ہے۔ اس فکری جنگ کے لئے باقاعدہ منصوبہ بندیاں کی گئیں۔ مختلف ٹیکنک اور حرбے وجود میں لائے گئے۔ دھیرے دھیرے اس کی گہرائی اور گیرائی میں اضافہ ہوتا گیا بالآخر اس نے پوری دنیا کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ دنیا کے بیشتر حصے پر حکومت کرنے والی امت مسلمہ اس فکری اور نظریاتی جنگ کا سب سے زیادہ شکار ہوئی۔

دنیا کی فاتح قوم پر مفتوح کا لیبل لگ گیا۔ شاندار فتوحات، بہتر انتظامات، اسباب وسائل، ماضی کا افسانہ بن کر رہ گئے۔ مسلم دنیا کی شان و شوکت خاک میں ملیا میٹ ہو گئی۔ پوری دنیا پر طاری رعب و بد بہ کا یکسر خاتمه ہو گیا۔ خوشحالی اور فارغ البالی قصہ پاریسہ بن گئی۔ تعلیم و تعلم کا خاتمه ہو گیا۔ تہذیب و ثقافت معدوم ہو گئی۔ پوری دنیا کو زیر نگیں رکھنے والی قوم خود غلامی کے چنگل میں گرفتار ہو گئی۔ صورت حال یہاں تک پہنچ گئی ہے کہ عالم اسلام پر آج خود ان کی اپنی زمین ٹنگ ہو چکی ہے۔ وہ اپنے مملکت کے حدود میں رہ کر بھی از خود فیصلہ کرنے کے اہل نہیں رہے۔ اسی صورت حال کی منظر کشی قرآن کریم نے یوں کی ہے۔ **وَضَاقَتْ عَلَيْهِمْ الْأَرْضُ** **بِمَا رَحِبَتْ** **(کشادگی کے باوجود زمین ان پر ٹنگ کر دی گئی)**

اس غیر عسکری طریقہ کار کو فروغ دینے اور فکری جنگ کے ذریعے مسلمانوں کے عروج و زوال میں تبدیل کرنے کے لئے یورپ نے تاریخ معاشریات، ذرائع ابلاغ، عقائد، مذہبی تعلیم، جغرافیہ جیسے تمام فنون پر خاص توجہ دی۔ اس فکری یلغار کو مسلط کرنے کے لئے یورپ نے تین چیزوں کا سب سے زیادہ استعمال کیا۔ ذرائع ابلاغ، رفاهی کام، اور تعلیم و تعلم۔ آج ذرائع ابلاغ کے 96 فیصد حصہ پر یورپ کا قبضہ ہے۔ رفاهی کاموں کے حوالے سے سب سے زیادہ شہرت یورپ کی ہے۔ تعلیم و تعلم کو دنیا ان ہی کی ایجاد کردہ نعمت سمجھتی ہے۔ دنیا کے ہر خطے میں ان کی فکر کام کر رہی

ہے۔ کس قوم کی ذہنیت کیا ہے؟ کس کے عقائد کیا ہیں؟ کس کی مذہبی تعلیمات کیا ہے اس کا فیصلہ یورپ اور امریکہ کر رہا ہے اور پوری دنیا اسی کو حقیقت تسلیم کر رہی ہے۔ نائن الیون کے بعد اسی فکری یلغار کے تحت امریکہ نے افغانستان، لیبیا، عراق، شام سمیت پورے مشرق وسطیٰ کو خاک و خون میں تبدیل کر دیا ہے۔ مسلمانوں کے لئے اپنے قاتل اور مسیحی کی شناخت کرنی مشکل ہو گئی ہے۔ دوست اور دشمن کے درمیان امتیاز کرنے کا معاملہ انتہائی پیچیدہ ہو گیا ہے۔

خلاصہ یہ کہ آج تمام امور میں یورپ ترقی یافتہ ہے اور عالم اسلام زوال پذیر اس ترقی اور کامیابی کا سبب وہ فکری یلغار ہے جس کا سلسلہ گیارہویں صدی کے بعد ہی شروع ہو گیا تھا اور عالم اسلام اس کا ادراک کرنے میں ناکام رہا۔

بُد نظر کے نتوات

حضرت جنید بغدادی رحمہ اللہ کا ایک مرید تھا، اس نے ایک خوبصورت لڑکے کو دیکھا وہ کہنے لگا حضرت یہ لڑکا غیر مسلم ہے کیا یہ بھی جہنم میں جائے گا؟ انہوں نے کہا لگتا ہے کہ تو نے بھی اسے بری نظروں سے دیکھا ہے اب اس کا وباں تجوہ پر ضرور پڑے گا وہ حافظ قرآن تھا اس ایک نظر کی وجہ سے ان کا وہ مرید قرآن مجید بھول گیا۔

اللہ رب العزت کے حضور دعا ہے کہ اب تک جو گناہ ہو چکے وہ معاف فرمادیں اور آئندہ گناہوں سے محفوظ فرمادیں۔ اے مالک ہم کمزور ہیں، ہمیں اپنی مدد عطا فرمادیجیے اور ہمیں نفس اور شیطان کے مقابلے میں کامیاب فرمادیجیے۔

مراسلہ: حافظ محمد سمع اللہ حنفی

اسلام میں خواتین کا تقدس

محمد سفیان اقبال، دین پوری

حضرت سعد بن ابی و قاص رضی اللہ عنہ نے ایک جگہ پر جہاد کے لیے قدم بڑھایا آگے دشمن تھے انہوں نے سوچا کہ ہم ان کو کسی طرح ان کے دین کے راستے سے ہٹائیں چنانچہ انہوں نے اپنی عورتوں سے کہا کہ بے پرده ہو کر گلیوں میں نکل آئیں تاکہ ان کی نگاہیں ادھر ادھر اٹھیں، اس طرح ان کے ساتھ اللہ کی جو مدد ہے وہ ختم ہو جائے گی جب حضرت سعد بن ابی و قاص رضی اللہ عنہ نے دیکھا تو انہوں نے بلند آواز سے اعلان کیا۔ *قل للهومعین يغضوا من ابصارهم ايمان والوالوں سے کہہ دیجیے کہ اپنی نگاہیں کو نیچار کھیں۔*

یہ اعلان سن کر لشکر اسلام کے سپاہیوں نے اپنی نگاہوں کو اس طرح نیچے کر لیا کہ کسی کی نگاہ کسی غیر عورت پر نہ پڑی۔ حتیٰ کہ لشکر کے لوگ جب لوٹ کر آئے تو ان سے کسی نے پوچھا کہ بتاؤ کہ وہاں کے مکانوں کی بلندی کیسی تھی؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ جب امیر لشکر نے نظریں جھکانے کا حکم دیا تو ہم نے مکانوں کی اوچائی کی طرف دھیان ہی نہیں دیا۔

شریعت میں پسندیدہ عورت کون؟

عورت کی صفات میں سے سب سے بہتر صفت کے بارے میں ایک مرتبہ صحابہ میں بات چل رہی تھی کوئی کچھ کہہ رہے تھے اسی دوران حضرت علی رضی اللہ عنہ اٹھ کر گھر تشریف لے گئے وہاں پہنچ کر حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے بات ہوئی ان کو بھی بتایا کہ آج تو مسجد میں اس عنوان پر گفتگو ہو رہی تھی انہوں نے فرمایا کہ میں بتاؤں کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے پسندیدہ عورت کون ہے؟ فرمایا بتائیں

انہوں نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے پسندیدہ عورت وہ ہے جو نہ خود کسی نامحرم کی طرف دیکھے اور نہ کوئی غیر محرم اس کو دیکھ سکے یعنی اتنی حیا والی ہو کہ اس کی اپنی نگاہیں بھی نامحرم پر نہ پڑیں اور اتنی پر دار ہو کہ غیر محرم بھی اس کو نہ دیکھ سکے جب انہوں نے یہ بتایا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ مسجد میں تشریف لائے اور عرض کیا اے اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم فاطمہ نے اللہ کی پسندیدہ عورت کی دو صفتیں بتائیں تو جب انہوں نے یہ صفتیں بیان کیں تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مسکرائے اور فرمایا فاطمہ بضعة منی فاطمہ تو میرے دل کا ایک ٹکڑا ہے۔ تو معلوم ہوا کہ جو عورت خود پر دار ہو غیر محرم اس کو نہ دیکھ سکے اور خود بھی غیر محرم کو نہ دیکھنے والی ہو یہ عورت اللہ رب العزت کی پسندیدہ عورت ہے۔

اہل اسلام کے دوسرا خلیفہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے دور میں ایک عورت یمن سے چلی اور مدینہ طیبہ میں اکیلی آئی، اس نے مہینوں کا سفر کیا۔ وہ رات کو بھی کہیں ٹھہر تی ہو گی، اس کے پاس مال بھی تھا۔ اسے جان اور اپنی عزت ناموس کا بھی خطرہ تھا، حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو پتہ چلا تو آپ نے ان کو بلوایا، پہلے یہ پوچھا کہ اکیلی کیوں آئی ہو؟ اس نے کوئی عذر پیش کیا، پھر آپ رضی اللہ عنہ نے ایک سوال پوچھا کہ بتاؤ تم جوان العمر عورت ہو تم نے اکیلے سفر کیا آبادیوں سے بھی گذری، ویرانوں سے بھی گذری، تمہیں جان و مال اور عزت آبرو کا بھی خطرہ تھا، یہ بتاؤ کہ تم نے یمن سے مدینہ تک لوگوں کو کیسے پایا؟ اس نے جواب دیا کہ اے امیر المؤمنین میں یمن سے چلی اور مدینہ تک پہنچی اور میں نے راستہ میں سب لوگوں کو ایسے پایا کہ جیسا یہ سب کے سب ایک ماں باپ کی اولاد ہوتے ہیں ان سب کی نگاہیں اتنی پاکیزہ تھیں کہ جوان العمر عورت سینکڑوں میں سفر کرتی تھی اور اسے اپنی عزت و آبرو کا کوئی خطرہ نہیں ہوا کرتا تھا۔

اپنی ملت کو قیاس اقوامِ مغرب سے نہ کر

کھجور محمد مبشر بدر

سوال اٹھتا ہے کہ ہماری نسلیں اسلامی تہذیب و ثقافت چھوڑ کر انگریزی کلچر کیوں اپنارہی ہیں، آخر ایسا کیا ہے جو اسلام نے نہیں دیا؟ اخلاق دیئے، کردار دیا، امانت و صداقت، غیرت و شجاعت، ایمان و یقین، عدل و انصاف، نیکی پر اجر، گناہوں پر عتاب، اطاعت و عبادت، اخوت و رواداری، حقوق اللہ و حقوق العباد، مساوات و میراث ایسے اوصاف حمیدہ، احکام جلیلہ عطا فرمائے، اس کے علاوہ ہم ایک ایسی قوم تھے جن کے در پر کل تک کفار رحم و کرم کی بھیک مانگا کرتے تھے پھر آج ہم اپنے اقدار چھوڑ کر ایسوں کے پیچھے چل پڑے ہیں جن میں دنیا کی ساری خرافات موجود ہیں، جن کے معاظروں سے فاختی اور عریانی کا گند ابل ابل کر ہماری حیا اور پاکدا منی والی تہذیب کو مٹائے جا رہا ہے۔ ایسی قوم کے پیچھے کیوں چل پڑے ہیں جن پر خود اللہ نے دنیا و آخرت میں پھٹکار کی ہے، جن کے ہاں نہ حقوق اللہ کا نخیال کیا جاتا ہے نہ حقوق العباد کا پاس۔ جن کا خدا مددہ اور مادہ ہے، جو منہ سے لے کر شرم گاہ تک کی سوچتے ہیں، جن کے سامنے آخرت نہیں؟

جواب آسان سا ہے کہ دنیا کی قدر و قیمت مال و اسباب سے ہے جسے مادہ سے تعمیر کیا جاسکتا ہے۔ مغرب نے مادہ پر محنت کی، گارے مٹی پر خود کو کھپیا، دوسرا ہے مالدار ممالک پر ناجائز قبضہ کیا، ان کی دولت کو لوٹا پھر اسی دولت سے کمپنیاں بنائیں، ان کمپنیوں میں قیدیوں سے بلا اجرت مشقت کا کام لیا جس کے بل بوتے پر آج وہ مال و اسباب میں سب سے آگے ہیں۔ ان کے پاس دنیا کی باادشاہت ہے اس لیے ان کے تمام عیوب کو بھی اہل دنیا کے ہاں فیشن اور ہنر سمجھا جاتا ہے، جس سے ہمارے بھولے

مسلمان مر عوب ہو کر خود کو کوستے اور حلال و حرام کی تمیز کیے بغیر اہل مغرب کی نقلی کرتے ہیں۔

جن کے آنگن میں امیری کا شجر لگتا ہے
ان کا ہر عیب، زمانے کو ہنر لگتا ہے
حالانکہ اللہ کے رسول ﷺ نے پہلے ہی فرمادیا تھا:

”اگر اس دنیا کی حیثیت اللہ کے ہاں مچھر کے ایک پر کے برابر بھی ہوتی تو
اللہ کافروں کو ایک گھونٹ بھی پانی نصیب نہ ہونے دیتا۔“ ایک اور جگہ آقاعدیہ السلام
نے فرمایا جس کا مفہوم ہے: ”اگر اہل ایمان کے ایمان کمزور ہونے کا اندیشہ نہ ہوتا تو
اللہ کافروں کے گھروں کے زینے بھی سونے کے بنادیتا۔“ (چونکہ یہ سب دیکھ کر ایمان
والے لاچ میں پڑ سکتے تھے اس لیے اللہ نے ایسا نہیں کیا)
اہل ایمان کو دنیا کی دوڑ میں کفار کی نقلی نہیں کرنی چاہیے۔ ان کا مقصد نظر
آخرت کی لامدد و زندگی کو سنوارنا اور اپنے خالق و مالک کی رضا حاصل کرنا ہونا چاہیے،
جو اللہ نے ان کے مقاصدِ حیات میں اہم طور پر بیان کیا ہے۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ
انسان دنیا کو بالکل ہی چھوڑ دے، شریعت میں ایسا کوئی حکم نہیں ہے، بلکہ دنیا کے
حصول کے ساتھ اول ترجیح اللہ تعالیٰ کے احکامات کو دے جنہیں سامنے رکھ کر وہ اپنے
معمولاتِ زندگی احسن طریقے سے سرانجام دے، اسی میں اس کی فلاج و کامیابی
ہے۔ مذمت اس بات کی ہو رہی ہے کہ انسان دنیا اکٹھی کرنے میں ہی غرق ہو کر
آخر دی حیات کو سنوارنے کے تمام تقاضے بھلا بیٹھے اور اپنی مرضیات پر چل کر اپنے
خالق و مالک کے احکامات کو پس پشت گرادرے۔

ہم اپنے محبوب آقا ﷺ کی طرز زندگی کی طرف نظر کریں، جو ہمارے
لیے بہترین نمونہ ہیں، اللہ کی طرف سے سب آسائشوں کے اختیار دیئے جانے کے

باوجود انہوں نے سادگی اور مسکینی کی زندگی کو آسانش و آرائش کی زندگی پر ترجیح دی۔ چنانچہ حدیث کی کتابوں میں یہ مشہور واقعہ درج ہے کہ آپ ﷺ نے ایک مرتبہ فرمایا: ”مرے رب نے مجھ پر یہ پیش فرمایا کہ میرے لیے مکہ کے پہاڑوں کو سونے کا بنا دیا جائے۔ میں نے عرض کیا: اے اللہ! مجھے تو یہ پسند ہے کہ ایک دن پہیٹ بھر کر کھاؤں تو دوسرا دن بھوکار ہوں تاکہ جب بھوکا ہوں تو تیری طرف زاری کروں اور تجھے یاد کروں اور جب پہیٹ بھروں تو تیر اشکر کروں، تیری تعریف کروں۔“

اسی طرح ایک اور واقعہ سیرت کی کتابوں میں لکھا ہوا ہے کہ ایک مرتبہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ حجرہ نبوی میں تشریف لے گئے وہاں جا کر دیکھا تو حضور اقدس بوریئے پر لیٹے ہوئے ہیں، بوریئے کے نشانات جسم اقدس پر نمایاں ہیں، سرہانے کھجور کا ایک تکیہ ہے جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی ہے، مزید ادھر ادھر نظر دوڑائی تو تین چڑیے بغیر دباغت دیئے ہوئے اور ایک مٹھی جو ایک کونے میں پڑے ہوئے ملے یہ گھر کا کل سامان تھا۔ سیدنا عمر کی آنکھوں میں آنسو جاری ہو گئے۔ حضور انور ﷺ نے دریافت فرمایا: عمر! کیوں رور ہے ہو؟ عرض کیا یا رسول اللہ! کیوں نہ روؤں کہ یہ بوریئے کے نشانات آپ کے بدن مبارک پر پڑ رہے ہیں اور گھر کی کل کائنات یہ ہے جو میرے سامنے ہے۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! دعا کیجیے کہ آپ کی امت پر بھی وسعت ہو۔ یہ روم و فارس بے دین ہونے کے باوجود کہ اللہ کی عبادت نہیں کرتے، ان پر تو یہ وسعت، یہ قیصر و کسری تو باغوں اور نہروں کے درمیان ہوں اور آپ اللہ کے رسول اور خاص بندے ہو کر یہ حالت۔ نبی اکرم ﷺ نکیہ لگائے ہوئے لیٹئے تھے، حضرت عمر کی یہ بات سن کر بیٹھ گئے اور فرمایا کہ عمر! کیا اب تک اس بات کے اندر شک میں پڑے ہوئے ہوئے ہو؟ سنو! آخرت کی وسعت دنیا کی وسعت سے بہت بہتر ہے۔ ان کفار کو طیبات (آسانش و آرائش) اور اچھی چیزوں دنیا

میں مل گئیں اور ہمارے لیے آخرت میں ہیں۔ حضرت عمر نے یہ سن کر فوراً عرض کی یا رسول اللہ! میرے لیے استغفار فرمائیں کہ واقعی میں نے غلطی کی۔

پیارے رسول ﷺ کی کا طرز زندگی اور یہ تعلیمات دیکھ کر بھی کیا ہم اللہ رسول کے دشمن کفار کی نقلی سے باز نہیں آئیں گے؟ مومن کا اصل ٹھکانا آخرت ہے، ہم دنیا کی دوڑ لگانے کے لیے پیدا نہیں ہوئے بلکہ آخرت کی دوڑ کے لیے پیدا ہوئے ہیں ممکن ہے کچھ دوست میری بات کو دیقانوں سی قرار دیں لیکن جو حق ہے وہ بیان کرنا پڑے گا جس کا کوئی مسلمان انکار نہیں کر سکتا۔ آقا علیہ السلام نے علماتِ قیامت میں ایک علامت یہ بھی بیان فرمائی کہ لوگ فخر اور ریا کے طور پر اوپنجی عمارتیں بنانے میں ایک دوسرے کا مقابلہ کریں گے۔ آج کے اس مادی دور میں دیکھ لیا جائے دنیاداری اور مالداری میں ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کے لیے مقابلہ بازی ہو رہی ہے، لمبی لمبی عمارتیں بناؤ کر ایک دوسرے سے بڑھنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ غیر مسلموں کو چھوڑ کر آپ مسلمانوں کی حالتِ زار دیکھیے، دنیا میں برج خلیفہ کی تعمیر پر پوری دنیا سے دادِ تحسین سمیٹی جا رہی ہے، یہ دنیا کی سب سے اوپنجی عمارت ہے 2722 فٹ لمبی اس عمارت کے 163 فلور ہیں۔ دنیا کی ہر آسائش اس عمارت میں دستیاب ہے۔ دنیا کی بلند ترین کلاک ٹاور مکہ میں بیت اللہ کے سامنے ابراج البیت ٹاور نامی کمپلکس میں (وجود نیا کی تیسرا بلند ترین عمارت ہے) سات بڑے بلند میناروں میں سے چھ 42 سے 48 منزلہ کے درمیان یہ کلاک ٹاور موجود ہے، جو دوسرے میناروں سے تقریباً دو گناہوں پر چاہے۔

بتانے کا مقصد یہ ہے کہ ہم اپنا حقیقی مقصد بھول کر عارضی اور ختم ہو جانے والی دنیا میں اپنی جان، وقت اور مال کھپار ہے ہیں جو یقیناً بیہیں رہ جائے گا، اور یہ سب ہم غیروں کی نقلی میں کر ہے ہیں تاکہ ان سے اوپنجے اور بلند معلوم ہوں جس کی آقا علیہ

السلام نے مذمت فرمائی ہے۔ ہم بلاشبہ دنیا میں آگے بڑھیں، اپنا دفاعی اور معاشری نظام بہتر سے بہتر بنائیں لیکن اپنے مقصدِ حقیقی سے بالکل غافل نہ ہوں۔ خود اسلام دنیا و آخرت کی بھلائی اور آسودگی حاصل کرنے کی دعائیں اور تمدیریں سکھاتا ہے، اس کے ساتھ ہمارے اعمال کا ہمارے احوال پر اثر انداز ہونے کا بھی ذکر کرتا ہے۔ اسلام روحانیت اور مادیت کو ساتھ لے کر چلتا ہے، جب کہ ہم روحانی ائدار کو پامال کر کے صرف مادیت کے پیچھے بھاگتے چلے جا رہے ہیں جو آخرت کے طالب کے لیے حیران کن بات ہے۔ اس لیے ہمیں اغیار کی عیش و عشرت کی طرف دیکھ کر مر عوب نہیں ہونا چاہیے، ان کی نقلی میں اسلامی تعلیمات کو نہیں بھول جانا چاہیے۔ چنانچہ علامہ اقبال رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

اپنی ملت کو قیاس اقوام مغرب سے نہ کر
خاص ہے ترکیب میں قوم رسول ہاشم ﷺ

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ

ایک مرتبہ رات کے وقت درس حدیث کی مجلس لگی تھی کسی نے کوئی حدیث دریافت کی لیکن عجیب اتفاق کہ وہ حدیث امام صاحب کو اس وقت مستحضر نہیں تھی، حدیث کی تلاش کے لئے گھر تشریف لے گئے چراغ جلایا اور کنج تہائی میں اس حدیث کی تلاش شروع کی کہ حدیث کا علم ان کا شوق طلب بھی تھا! گھر والوں نے کھجوریں پیش کیں انہاک کے عالم میں حدیث کی جستجو کے ساتھ ساتھ کھجوریں بھی کھاتے رہے۔ محیت واستغراق نے یہ اندازہ نہ ہونے دیا کہ کتنا کھایا رات کمکل ہونے کو آگئی ادھروں کھجوریں ختم ہوئیں ادھر وہ حدیث مل گئی، ظاہر ہے اتنی کھجوریں کہاں موافق آسکتی تھیں یہاں ہوئے اور انتقال فرمائے۔

مر اسلہ: حافظ محمد احمد

وقت کی قدر و قیمت

مولانا طارق خلیل، کراچی

چونکہ ہم وقت کی بروقت قدر نہیں کرتے اس لیے ہم پر وقت آن پڑا ہے وقت ایک قیمتی سرمایہ ہے جس کا درست استعمال انسان کی ترقی اور اس کے عروج کا سبب بنتا ہے، یہ ایسی نعمت ہے جو ہر ایک کو یکساں طور پر ملتی ہے لیکن انسانوں کے درجات کا تقاضا ہماری اس بات کی طرف رہنمائی کرتا ہے جس نے اس نعمت کی قدر کرتے ہوئے اپنے اس قیمتی سرمایہ کو کسی درست جگہ پر لگایا تو اس کے بہتر نتائج کو بھی دیکھتا ہے۔ اپنے اس قیمتی سرمایہ کو محفوظ کرتے ہوئے کام میں لائیے، فضول گپوں کے ہانکرنے سے اور لا یعنی مشاغل میں مصروف ہو کر اسے ضائع نہ کریں، ہماری زندگی کا ایک ایک لمحہ اتنا قیمتی ہے کہ پھر اس کا حاصل کرنا دنیا کی پوری دولت دے کر بھی نہیں ہو سکتا اسی زندگی پر آخرت کا دار و مدار ہے لیکن افسوس ہم سب سے زیادہ بے پرواہی اس کے ضائع کرنے ہی میں کرتے ہیں۔

وقت کا ضیاء خود کشی ہے جو کہ حسی طور پر تو نظر نہیں آتی ہے لیکن معنوی طور پر اس کے اثرات زندگی پر بہت زیادہ پڑ جاتے ہیں ناکامی اور نامرادی کا سبب یہی چیز نہیں ہے۔ انسان اپنی زندگی میں بہت سی چیزوں سے دھوکہ کھا جاتا ہے جس میں سے ایک بہت بڑا دھوکہ لفظ ”کل“ کا ہے۔

عقل مند شخص کے یہاں کل کا لفظ کہیں نہیں ملتا یہ تو محض بچوں کا بہلاوا ہے کہ فلاں کھلونا تم کو کل دیا جائے گا، یہ لفظ ایسے لوگوں کے استعمال میں ہوتا ہے جو صبح سے شام تک خیالی پلاڑ پکاتے رہتے ہیں اور شام سے صبح تک خواب دیکھتے ہیں لفظ کل نالائق کا ہلوں کی جائے پناہ ہے۔

جو کام وقت پر آسانی سے کیا جاسکتا ہے وہ ہفتوں اور مہینوں تک پڑا رہنے سے وباں جان ہو جاتا ہے کسی کام سے غفلت روز بروز اس سے کم ہمتی بڑھاتی رہتی ہے۔ ہر صبح ہمارے پاس وقت کی صورت میں نئی نئی نعمتیں لاتی ہیں لیکن وقت ضائع کرتے رہنے سے ان نعمتوں سے فائدہ اٹھانے کی صلاحیت آہستہ آہستہ ختم ہو جاتی ہے کھوئی دولت محنت اور کفایت شعراً سے پھر حاصل ہو سکتی ہے کھویا ہوا علم مطالعہ سے حاصل ہو سکتا ہے کھوئی ہوئی تند رستی دوائے واپس آسکتی ہے لیکن کھویا ہوا وقت لاکھ کوششوں سے بھی دوبارہ حاصل نہیں ہو سکتا۔

وہ عظیم ہستیاں جن کو اس دنیا سے گزرے ہوئے صدیاں بیت گئی، لیکن وہ اپنے علم و عمل کے بدولت آج بھی زندہ ہیں ان کا نام نای ہماری زبان پر آتے ہی ہمارا جسم سراپا ادب ہو جاتا ہے یہ سب ان کی اس محنت کا ثمر ہے جو انہوں نے اپنے قیمتی سرمایہ یعنی وقت کے ایک ایک لمحے کو محفوظ کرتے ہوئے اسے کام میں لیا۔

تاریخ میں جتنی علمی شخصیات گزری ہیں، جنہوں نے عظیم تصنیفی کارنا مے انجام دیے ہیں ان کی وقت کی پابندی نظام الاوقات ضرب المثل ہے اور یہی ان کا کارناموں کا بنیادی راز ہے۔ اس کا کچھ اندازہ ذیل کے واقعات سے کیا جاسکتا ہے۔

چند لوگ امام الاولیاء حضرت معروف کرخی حَفَظَ اللَّهُ عَنْهُ کے پاس بیٹھے جب مجلس انہوں نے طویل کی اور کافی دیر تک نہیں اٹھے تو حضرت معروف کرخی رحمہ اللہ ان سے فرمانے لگے ان ملک الشمیس لا یفتر عن سوچها فمی تریدون القیام نظام شمسی چلانے والا فرشتہ تھا نہیں۔ اس کی گردش جاری اور وقت گزر رہا ہے آپ لوگوں کے اٹھنے کا کب ارادہ ہے؟

مجد الدین ابن تیمیہ کے متعلق علامہ رجب رحمہ اللہ نے میں ان کے متعلق لکھا ہے: وہ عمر عزیز کا کوئی لمحہ ضائع ہونے نہیں دیتے تھے، زندگی کی ایک گھنٹی کو

کسی مفید مصرف میں لگانے کا اس قدر اہتمام تھا کہ کبھی کسی کام کے لیے جاتے تو اپنے کسی شاگرد سے کہتے تم کتاب بلند آواز سے پڑھوتا کہ میں بھی سن سکوں اور وقت ضائع نہ ہو۔ بعض کے متعلق یہ بھی لکھا ہے: لکھتے لکھتے جب ان کا قلم گھس جاتا تو قلم کا قطع لگاتے ہوئے ذکر شروع کر دیتے تاکہ یہ وقت صرف قطعی لگانے میں ضائع نہ ہو۔

یہی وہ اہم راز ہے جس کی وجہ سے انہوں نے اپنی زندگیوں میں اتنے عظیم علمی کارنا مے سرانجام دیے آج عقليں حیران و سرگردان ہیں اس مختصر فسی زندگی میں جس میں انسان کے ساتھ بشری تقاضے بھی ہر وقت ساتھ لگے رہتے ہیں لیکن باوجود اس کے پھر بھی ایسی ایسی تصنیفات لکھی ایک کتاب کئی کئی جلدیوں میں ہے۔

ان حضرات کی زندگی صرف ان تصنیفی ہی کاموں ہی میں نہیں گزری سوانح نگار مورخین یہ بھی لکھتے ہیں کہ شب و روز سینکڑوں نوافل ان کا معمول تھا، آخر شب میں بیداری کی پابندی تھی مختصر مدت میں قرآن شریف کا ختم معمولات زندگی کا حصہ تھا، رشہ داروں کے حقوق کی ادائیگی کا اہتمام تھا، طلبہ عوام کے لیے علمی مشغله کا مستقل انتظام تھا۔

یہ بات بھی نہیں کہ ان کی عمریں طویل تھیں، اکثر کی زندگیاں وہی ساٹھ ستر کے کے درمیان تھی جس کی پیش گوئی نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کے متعلق فرمائی تھی۔ اعمار امتی بین الستین الی السبعین و اقلہم من یجوز ذلك۔ میری امت کی عمریں ساٹھ ستر کے درمیان ہوں گی بہت کم لوگ اس سے آگے بڑھیں گے۔

چیزیں تو یہی ہے کہ وقت بڑی قدر کی چیز ہے ہماری سب سے اہم پونچی جس کو بچا بچا کر استعمال کرنا چاہیے وقت ہے ہماری کے ذمہ کام تو بہت ہیں لیکن بے پرواہی اور غفلت نے اسے مطمئن کر رکھا ہے۔

ساتویں بیٹی

اہلیہ مولانا عبد جمشید

ایک شخص کے ہاں صرف بیٹیاں تھیں ہر مرتبہ اس کو امید ہوتی کہ اب تو بیٹا پیدا ہو گا مگر ہر بار بیٹی ہی پیدا ہوتی اس طرح اس کے ہاں یک بعد دیگرے چھ بیٹیاں ہو گئیں اس کی بیوی کے ہاں پھر ولادت متوقع تھی وہ ڈر رہا تھا کہ کہیں پھر لڑکی پیدا نہ ہو جائے شیطان نے اس کو بہ کایا چنانچہ اس نے ارادا کر لیا کہ اب بھی لڑکی پیدا ہوئی تو وہ اپنی بیوی کو طلاق دے دے گا۔ اس کی کچھ فہمی پر غور کریں بھلا اس میں بیوی کا کیا قصور۔

رات کو سویا تو اس نے عجیب و غریب خواب دیکھا اس نے دیکھا کہ قیامت برپا ہو چکی ہے اس کے گناہ بہت زیادہ ہیں جن کے سبب اس پر جہنم واجب ہو چکی ہے۔ لہذا فرشتوں نے اس کو کپڑا اور جہنم کی طرف لے گئے پہلے دروازے پر گئے۔ تو دیکھا کہ اس کی ایک بیٹی وہاں کھڑی تھی جس نے اسے جہنم میں جانے سے روک دیا۔ فرشتے اسے لے کر دوسرے دروازے پر چلے گئے وہاں اس کی دوسری بیٹی کھڑی تھی جو اس کے لئے آڑ بن گئی۔ اب وہ تیسرے دروازے پر اسے لے گئے وہاں تیسری لڑکی کھڑی تھی جو رکاوٹ بن گئی۔

اس طرح فرشتے جس دروازے پر اس کو لے کر جاتے وہاں اس کی ایک بیٹی کھڑی ہوتی جو اس کا دفاع کرتی اور جہنم میں جانے سے روک دیتی۔ غرض یہ کہ فرشتے اسے جہنم کے چھ دروازوں پر لے کر گئے مگر ہر دروازے پر اس کی کوئی نہ کوئی بیٹی رکاوٹ بنتی چلی گئی۔ اب ساتویں دروازہ باقی تھا فرشتے اس کو لے کر اس دروازے کی طرف چل دیئے اس پر گھبر اہٹ طاری ہوئی کہ اس دروازے پر میرے لئے رکاوٹ

اسے معلوم ہو گیا کہ جو نیت اس نے کی تھی غلط تھی وہ شیطان کے بہکاوے میں آگیا تھا۔ انتہائی پریشانی اور خوف و دہشت کے عالم میں اس کی آنکھ کھل چکی تھی اور اس نے رب العزت کے حضور اپنے ہاتھوں کو بلند کیا اور دعا کی۔

اللَّهُمَّ ارْزُقْنَا السَّابِعَةَ

اے اللہ مجھے ساتویں بیٹیٰ عطا فرم۔

اس لئے جن لوگوں کا قضا و قدر پر ایمان ہے انہیں لڑکیوں کی پیدائش پر رنجیدہ خاطر ہونے کی بجائے خوش ہونا چاہیے ایمان کی کمزوری کے سبب جن بد عقیدہ لوگوں کا یہ تصور بن چکا ہے کہ لڑکیوں کی پیدائش کا سبب ان کی بیویاں ہیں یہ سراسر غلط ہے اس میں بیویوں کا یا خود ان کا کوئی عمل دخل نہیں بلکہ میاں بیوی تو صرف ایک ذریعہ ہیں پیدا کرنے والی ہستی تو صرف اللہ وحده لا شریک ہے۔

وہی جس کو چاہتا ہے لڑکا دیتا ہے جس کو چاہتا ہے لڑکی دیتا ہے جس کو چاہتا ہے اور لڑکیاں ملا کر دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے بانجھ بنا دیتا ہے ایسی صورت میں ہر مسلمان پر واجب ہے اللہ تعالیٰ کی قضا و قدر پر راضی ہو واللہ تعالیٰ نے سورہ شوری میں ارشاد فرمایا ہے: **بِلِلَّهِ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ يَهْبِطُ لِمَنْ يَشَاءُ إِنَّا نَوَيْهَبُ لِمَنْ يَشَاءُ الْذُّلُورَ (49) أَوْ يُرِيدُ جَهَنَّمَ ذُكْرًا إِنَّا نَوَيْهَبُ لِمَنْ يَشَاءُ عَقِيقًا إِنَّهُ عَلِيمٌ قَدِيرٌ (50)**

آسمانوں کی اور زمین کی سلطنت اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہے وہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے جس کو چاہتا ہے بیٹیاں دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے بیٹے دیتا ہے یا پھر لڑکے اور لڑکیاں ملا جلا کر دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے بانجھ کر دیتا ہے وہ بڑے علم والا اور کامل قدرت والا ہے۔

مولوی نامہ

سہیل باوا (لندن)

مولویوں کے کارناموں کی فہرست میں زبانِ زدِ عام ہیں۔ ان کے اطیفے، حماقتیں، بیچارگی، غربت، کم مائیگی، جہالت ہر چیز کو عیاں کرنا ہماری محفلوں کا ایک لازمی جزو بتا جا رہا ہے، معاشرے کے لیے غیر موزوں، کفر کے فتوے لگانے والا، غیر اہم اور دہشت گردی کے فروع کا ذریعہ کھلانے والے یہ مولوی مسلمان معاشرے کا چارلی چپلن اور مسٹر ہیں ہے۔ جس کا کسی پر بس نہ چلے، اس کا مولوی پر چلتا ہے۔ مولوی پر رائے دینا سب سے آسان ہے۔ اس پر طمعنہ زنی سب سے دلچسپ لگتی ہے۔ یہ ایک کھلونا ہے، جس سے ہر کوئی کھیل سکتا ہے، ایک بچہ اپنے قاری صاحب کی نقل اتنا نے سے یہ سلسلہ شروع کرتا ہے، باپ اس کی ادا پر مسکراتا ہے اور مال صدقے واری جاتی ہے اور یوں مولوی فٹبال بن جاتا ہے اور مختلف عمریوں کے ڈیڑوں بیکھیم اس کو کھلیتے رہتے ہیں۔ سویڈن کے ایک صاحب نے کچھ عرصہ قبل مسلم معاشرے کے اس رجحان سے متاثر ہو کر اس قومی کھیل کو کھیلا اور علمائے سوکی اصطلاح کو استعمال کرتے ہوئے دل کے جلے پھپھو لے خوب پھوڑے۔ ان کے قلم کی کمک سے راقم کے دل میں یہ خیال جا گا کہ اس مولوی فوپیا معاشرے کو مولوی کی ایک اور تصویر دکھائی جائے۔ خدا نخواستہ مولوی کی شان میں قصیدہ خوانی کا ارادہ نہیں ہے کہ آپ حضرات کے قلوب پر گراں گزرے۔ بس یہ بتانا مقصود ہے کہ یہ مضمکہ خیز اور معاشرے کا غیر موزوں طبقہ تمام تر تیر و نشتر سہنے کے باوجود کتنا مضمبوط ہے۔

سلطنت عثمانیہ کے زوال کے ساتھ ہی مولوی نامہ کھل گیا تھا۔ پہلے پہل تو چند لوگوں کو بنیاد بنا کر سب کی تحریر کی جاتی تھی، پھر علماء کی تفحیک کی جانے لگی اور اب

تو یہ حال ہو گیا ہے کہ جس نے ڈاڑھی رکھ لی، وہ مولوی ہے اور اس کا تمثیر اذان لازمی۔۔۔ مگر یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ صدی بیت گئی، مولوی کی ہجو میں کیا کیا نہیں کہا گیا؟ مولوی آج بھی اسی شان سے مسجد میں آذان دیتا ہے، اسی آن بان سے جمعہ کا خطبہ دیتا ہے، نہ اس کے معمول میں فرق آیا ہے اور نہ اندماز میں۔۔۔ بقول قدرت اللہ شہاب: ”یہ مولوی ہی ہے جس نے گاؤں کی ٹوٹی مسجد میں بیٹھ کر چند ٹکڑوں کے عوض عوام کا رشتہ اسلام سے جوڑا ہوا ہے۔ اس کی پشت پر نہ کوئی تنظیم ہے، نہ کوئی فنڈ ہے اور نہ کوئی تحریک۔ اپنوں کی بے اعتنائی، بیگانوں کی مخاصمت، ماحول کی بے حسی اور معاشرے کی کچھ ادائی کے باوجود اس نے اپنی وضع قطع کو بدلا اور نہ اپنے لباس کی مخصوص وردی کو چھوڑا۔ اپنی استعداد اور دوسروں کی توفیق کے مطابق اس نے کہیں دین کی شعع، کہیں دین کا شعلہ، کہیں دین کی چنگاری روشن رکھی۔ ملانے ہی اس کی راکھ کو سمیٹ کر بادِ مخالف کے جھونکوں میں اڑ جانے سے محفوظ رکھا۔

دن ہو یارات، آندھی ہو یا طوفان، امن ہو یا فساد، ہر زمانے میں شہر شہر، گلی گلی، چھوٹی بڑی، کچھ کچی مسجدیں اسی ایک ملّا کے دم سے آباد ہیں جو خیرات کے ٹکڑوں پر مدرسوں میں پڑا رہتا ہے اور دربار کی ٹھوکریں کھا کر گھر بارے دور کہیں اللہ کے کسی گھر میں سرچھا کر بیٹھا ہے۔ کوئی شخص وفات پا جاتا ہے، تو یہ اسکا جنازہ پڑھا دیتا ہے، نوزائدہ بچوں کے کان میں اذان دے دیتا ہے، کوئی شادی طے ہوتی ہے تو نکاح پڑھوا دیتا ہے۔

یہ ملا ہی کا فیض ہے کہ کہیں کام کے مسلمان، کہیں نام کے مسلمان، کہیں محض نصف نام کے مسلمان ثابت و سالم و برقرار ہیں۔ بڑے صغير کے مسلمان عموماً اور پاکستان کے مسلمان خصوصاً ملّا کے اس احسانِ عظیم سے کسی طرح سبد و ش نہیں ہو سکتے جس نے کسی نہ کسی طرح کسی نہ کسی حد تک ان کے تشخیص کی بنیاد کو ہر دور اور ہر

زمانے میں قائم رکھا۔

اعتراض کرنے والے یہ کیوں نہیں سوچتے کہ لو سے جلسی ہوتی گرم دوپہر میں محلے کی تنگ مسجد میں ظہر کی اذان ہر روز عین وقت پر اپنے آپ کس طرح ہوتی رہتی ہے؟ کڑکڑاتے ہوئے جاؤں میں نرم و گرم لاغوں میں لپٹتے ہوئے اجسام کو اس بات پر کبھی حیرت نہ ہوتی کہ اتنی صحیح منہ اندھیرے اٹھ کر فجر کی اذان اس قدر پابندی سے کون دے جاتا ہے؟ نکاح اور جنازے کا مسئلہ ہو تو تمثیر اڑانے والوں کے لہبوں کا سارا جھاگ بیٹھ جاتا ہے، انگلیاں ٹیڑھی کر کر کے مذاق اڑانے والے منہ جھکا کر مولوی صاب مولوی صاب کر رہے ہوتے ہیں اور یہ مولوی کا ظرف ہے کہ اس نے معاشرے کے ان نابالغوں کی نادینیوں کو ہمیشہ نظر انداز کیا ہے کیونکہ اس کو پتہ ہے کہ اس کا نعم البدل کوئی نہیں، وہ انمول ہے۔

سویڈن سے تعلق رکھنے والے صاحب نے اپنی تحریر میں لکھا ہے کہ مولویوں کے کفر کے فتووں کی وجہ سے مسلمانوں کا خون سب سے زیادہ بہا ہے۔ انہوں نے کسی تاریخی واقعے کی جانب اشارہ نہیں کیا اور تیر بھی چلا دیا۔ شاید ہٹلر کے مشیر خاص گونڈنے اسی اندازِ گفتگو کو پروپیگنڈے سے تعبیر کیا ہے۔ علامہ اقبال اور قائد اعظم پر مولویوں نے کفر کے فتوے لگائے مگر کوئی ان کفر کے فتوے لگانے والے مولویوں کے نام بھی جانتا ہے؟

لوگ تو حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی کو جانتے ہیں، سلمان ندوی کو جانتے ہیں، علامہ شبیر احمد عثمانی کو جانتے ہیں جنہوں نے تحریکِ پاکستان میں قائدِ اعظم کا ساتھ دیا۔ اگر کوئی شعبدے باز، مفاد پرست، چال باز، دشمن ایجنت مولوی کے روپ میں کوئی ایسا کام کرے جو مسلم امہ کے مفاد میں نہ ہو تو بجائے یہ کے اس کام پر تقيید کرتے ہوئے ایسے لوگوں کی نشان دہی کر کے صفوں سے باہر کیا جائے، اپنے ہی علماء پر

تقید نابالغی اور مضمکہ خیزی کے زمرے میں آتی ہے۔

مولویوں کا تشخص استعمال کر کے لوگوں کو گمراہ کرنا اسلام دشمن قوتوں کا ہمیشہ سے وظیرہ رہا ہے۔ ہم لارنس آف عربیہ جیسے کرداروں کو کیسے بھول سکتے ہیں، اگر کوئی استاد کرپشن کرے تو پورے نظام تعلیم کو ہی کیوں داغدار نہیں کیا جاتا؟ ایک فوجی کرپشن کر کے خود کرپٹ ہے، ایک سرکاری افسر مال ہڑپ کرنے میں خود اکیلا مجرم ہے مگر یہ کیسا معاشرہ ہے جو ایک مولوی کے جرم کی سزاپورے نظام کو دینا شروع کر دیتا ہے؟ علماء میں اختلافات ہیں، فرقے موجود ہیں مگر سیاسی اختلاف کی موجودگی کے باوجود سیاسی جماعتوں کی موجودگی قابل اعتراض نہیں تو مختلف مذاہب میں مختلف مکاتب فکر پر اعتراض کیوں؟ کیا رائے کا اختلاف بھی مولویوں کا حق نہیں ہے؟ اس میں بہت سے تاریخی اور علمی مسائل ہیں اور ان مسائل پر اختلاف ایک فطری تقاضا ہے۔ انسان کی ذہنی نشوونما اور تحقیق و جستجو کی توانمو کرتا ہے اور ایسے میں اگر کوئی انتہا پسندی پر اتر آئے تو یہ اس کا اسی طرح ذاتی فعل ہے جیسے ستونت سنگھ نے اندر اگاندھی کو گولی مار دی تھی۔ اس کے گولی مار دینے سے پوری ہندوستانی فوج قاتل قرار نہیں دی گئی تھی۔

ہمارے یہاں ایک اصطلاح عام ہے، علمائے سوکی۔۔۔ علمائے سوکے فریم میں فٹ کر کے مولویوں کو جو بولنا ہے بول ڈالیے، کوئی پوچھے تو کہہ دیں گے کہ علمائے حق الگ ہیں۔

یہ بہانے بازیاں دراصل ہمارے احساسِ مکتری کی نشانیاں ہیں، ایک فوجی ہی عسکری معاملات میں رائے دینے کا اہل ہوتا ہے، علماء کے بارے میں بھی رائے دینا اہل علم کا کام ہے، ہر ایرا غیر انہوں خیر اور انتی اٹھائے مولویوں کی جانب دوڑا چلا آ رہا ہے۔ جناب اپنی علمی حیثیت تو جا چکیں۔۔۔ چار الفاظ لکھنے کا علم کسی کو ارسطو نہیں بنادیتا!

اور نگزیب کی چوئیں

معظمہ کنوں

ملا احمد جیون ہندوستان کے مغل بادشاہ اور نگزیب عالمگیر کے استاد تھے۔

اور نگزیب اپنے استاد کا بے حد ادب اور بہت احترام کرتے تھے اور استاد بھی اپنے شاگرد پر فخر کرتے تھے۔

جب اور نگزیب ہندوستان کے بادشاہ بنے تو انہوں نے اپنے غلام کے ذریعے استاد کو پیغام بھیجا کہ وہ کسی دن دہلی تشریف لائیں اور خدمت کا موقع دیں۔ اتفاق سے وہ رمضان کا مہینہ تھا اور مدرسہ کے طالب علموں کو بھی چھٹیاں تھیں، چنانچہ ملا احمد جیون نے دہلی کا رخ کیا۔

استاد اور شاگرد کی ملاقات عصر کی نماز کے بعد دہلی کی جامع مسجد میں ہوتی۔

استاد کو اپنے ساتھ لے کر اور نگزیب شاہی قلعے کی طرف چل پڑے۔ رمضان کا سارا مہینہ اور نگزیب اور استاد نے اکٹھے گزارا۔ عید کی نماز اکٹھے ادا کرنے کے بعد ملا جیون نے جب واپسی کا ارادہ ظاہر کیا تو بادشاہ نے جیب سے ایک چوئی نکال کر اپنے استاد کو پیش کی۔ استاد نے بڑی خوشی سے نذرانہ قبول کیا اور گھر کی طرف چل پڑے۔

اس کے بعد اور نگزیب دکن کی لڑائیوں میں اتنے مصروف ہوئے کہ چودہ سال تک دہلی آنا نصیب نہ ہوا۔ جب وہ واپس آئے تو وزیر اعظم نے بتایا: ملا احمد جیون ایک بہت بڑے زمیندار بن چکے ہیں۔ اگر اجازت ہو تو ان سے لگان وصول کیا جائے۔ یہ سن کر اور نگزیب حیران رہ گئے کہ ایک غریب استاد کس طرح زمیندار بن سکتے ہیں؟ انہوں نے استاد کو ایک خط لکھا اور ملنے کی خواہش ظاہر کی۔

ملا احمد جیون پہلے کی طرح رمضان کے مہینے میں تشریف لائے۔ اور نگزیب

نے بڑی عزت کے ساتھ انہیں اپنے پاس ٹھرایا۔ ملا احمد کا لباس، بات چیت اور طور طریقے پہلے کی طرح سادہ تھے۔ اس لیے بادشاہ کو ان سے بڑا زمیندار بننے کے بارے میں پوچھنے کا کچھ حوصلہ نہ ہو سکا۔ ایک دن ملا صاحب خود کہنے لگے:

آپ نے جو چونی دے تھی وہ بڑی بارکت تھی۔ میں نے اس سے بولہ خرید کر کپاس کاشت کی۔ خدا نے اس میں اتنی برکت دی کہ چند سالوں میں سینکڑوں سے لاکھوں ہو گئے۔

اور نگزیب یہ سن کر خوش ہوئے اور مُسکر انے لگے اور فرمایا: اگر اجازت ہو تو چونی کی کہانی سناؤ۔ ملا صاحب نے کہا: ضرور سنائیں۔

اور نگزیب نے اپنے خادم کو حکم دیا کہ چاندنی چوک کے سیٹھ "ام چند" کو فلاں تاریخ کے ساتھ پیش کرو۔

سیٹھ اتم چند ایک معمولی بنیا تھا۔ اسے اور نگزیب کے سامنے پیش کیا گیا تو وہ ڈر کے مارے کا نب پ رہا تھا۔ اور نگزیب نے نرمی سے کہا: آگے آ جاؤ اور بغیر کسی گھبراہت کے کھاتہ کھول کے خرچ کی تفصیل بیان کرو۔

سیٹھ اتم چند نے اپنا کھاتہ کھولا اور تاریخ اور خرچ کی تفصیل سنانے لگا۔ ملا احمد جیون اور اور نگزیب خاموشی سے سنتے رہے۔ ایک جگہ آ کے سیٹھ رُک گیا۔ یہاں خرچ کے طور پر ایک چوٹی درج تھی، لیکن اس کے سامنے لینے والے کا نام نہیں تھا۔ اور نگزیب نے نرمی سے پوچھا: ہاں بتاؤ یہ چونی کہاں گئی؟

اتم چند نے کھاتہ بند کیا اور کہنے لگا: اگر اجازت ہو تو درود بھری داستان عرض کروں؟ بادشاہ نے کہا: اجازت ہے۔

اس نے کہا: اے بادشاہ وقت! ایک رات موسلا دھار بارش ہوتی۔ میر امکان ٹکنے لگا۔ مکان نیا نیا بننا تھا اور تمام کھاتے کی تفصیل بھی اسی مکان میں تھی۔ میں نے

بڑی کو شش کی، لیکن چھت ٹپکتا رہا۔ میں نے باہر جھانکا تو ایک آدمی لاٹھیں لئے نیچے کھڑا نظر آیا۔ میں نے مزدور خیال کرتے ہوئے پوچھا: اے بھائی! مزدوری کرو گے؟ وہ بولا: کیوں نہیں۔ اور کام پر لگ گیا۔ اس نے تقریباً تین چار گھنٹے کام کیا، جب مکان ٹپکنا بند ہو گیا تو اس نے اندر آ کر تمام سامان درست کیا۔ اتنے میں صبح کی آذان شروع ہو گئی۔ وہ کہنے لگا: سیٹھ صاحب! آپ کا کام مکمل ہو گیا، مجھے اجازت دیجیے۔ میں نے اسے مزدوری دینے کی غرض سے جیب میں ہاتھ ڈالا تو ایک چوٹی نکلی۔ میں نے اس سے کہا: اے بھائی! ابھی میرے پاس یہی چوٹی ہے یہ لے اور صبح دکان پر آنا، تمہیں مزدوری مل جائے گی۔ وہ کہنے لگا: یہی چوٹی کافی ہے، میں پھر حاضر نہیں ہو سکتا۔ میں نے اور میری بیوی نے اس کی بہت منتیں کیں لیکن وہ نہ مانا اور کہنے لگا: دیتے ہو تو یہ چوٹی دے دو ورنہ رہنے دو۔ میں نے مجبور ہو کر چوٹی اسے دے دی اور وہ لے کر چلا گیا اور اس کے بعد سے آج تک نہ مل سکا۔ آج اس بات کو پندرہ برس ہو گئے، میرے دل نے مجھے بہت ملامت کی کہ اسے روپیہ نہ سہی اٹھنی تو دے دیتا۔ اس کے بعد اتم چند نے بادشاہ سے اجازت چاہی اور چلا گیا۔

بادشاہ نے ملا صاحب سے کہا: یہ وہی چوٹی ہے۔ کیوں کہ میں اس رات بھیں بدلت کر گیا تھا تاکہ رعایا کا حال معلوم کر سکوں۔ سو وہاں میں نے مزدور کے طور پر کام کیا۔ ملا صاحب خوش ہو کر کہنے لگے: مجھے پہلے ہی معلوم تھا کہ یہ چوٹی میرے ہونہار شاگرد نے اپنے ہاتھ سے کمائی ہو گی۔

اور نگزیب نے کہا: ہاں واقعی اصل بات یہی ہے کہ میں نے شاہی خزانہ سے اپنے لیے کبھی ایک پائی بھی نہیں لی۔ ہفتے میں دو دن ٹوپیاں بناتا ہوں۔ دو دن مزدوری کرتا ہوں۔ میں خوش ہوں کہ میری وجہ سے کسی ضرورت مند کی ضرورت پوری ہوئی یہ سب آپ کی دعاوں کا نتیجہ ہے۔

اتفاق میں برکت ہے

اہن انشاء

ایک بڑے میاں جنہوں نے اپنی زندگی میں بہت کچھ کمایا بنا تھا۔ آخر یہاں ہوئے، مرض الموت میں گرفتار ہوئے۔ ان کو اور تو کچھ نہیں، کوئی فکر تھی تو یہ کہ ان کے پانچوں بیٹوں کی آپس میں نہیں بنتی تھی۔ لڑتے رہتے تھے کبھی کسی بات پر اتفاق نہ ہوتا تھا حالانکہ اتفاق میں بڑی برکت ہے۔ آخر انہوں نے بیٹوں پر اتحاد و اتفاق کی کے لئے ایک ترکیب سوچی۔ اپنے پاس بلایا اور کہا۔ دیکھو اب میں کوئی دم کا مہمان ہوں سب جا کر ایک ایک لکڑی لاو۔ ایک نے کہا۔ لکڑی؟ آپ لکڑیوں کا کیا کریں گے؟ دوسرے نے آہستہ سے کہا۔ بڑے میاں کا دماغ خراب ہو رہا ہے۔ لکڑی نہیں شاید لکڑی کہہ رہے ہیں، لکڑی کھانے کو جی چاہتا ہو گا۔ تیسرے نے کہا نہیں کچھ سردی ہے شاید آگ جلانے کو لکڑیاں منگاتے ہوں گے۔ چوتھے نے کہا با بوجی کو سلے لائیں؟ پانچویں نے کہا نہیں اپلے لاتا ہوں وہ زیادہ اچھے رہیں گے۔ باپ نے کراہتے ہوئے کہا ارسے نالا تقوی! میں جو کہتا ہوں وہ کرو۔ کہیں سے لکڑیاں لاو جنگل سے۔ ایک بیٹے نے کہا۔ یہ بھی اچھی رہی، جنگل یہاں کہاں؟ اور محکمہ جنگلات والے لکڑی کہاں کاٹنے دیتے ہیں۔ دوسرے نے کہا آپنے آپ میں نہیں ہیں با بوجی۔ بک رہے ہیں جنون میں کیا کیا کچھ۔ تیسرے نے کہا بھئی لکڑیوں والی بات اپن کی تو سمجھ میں نہیں آئی۔ چوتھے نے کہا۔ بڑے میاں نے عمر بھر میں ایک ہی تو خواہش کی ہے اسے پورا کرنے میں کیا حرج ہے؟ پانچویں نے کہا اچھا میں جاتا ہوں ٹال پر سے لکڑیاں لاتا ہوں۔ چنانچہ وہ ٹال پر گیا، ٹال والے سے کہا: خان صاحب ذرا پاچ لکڑیاں تو دینا اچھی مضبوط ہوں۔ ٹال والے نے لکڑیاں دیں۔ ہر ایک خاصی موٹی اور مضبوط۔ باپ نے دیکھا اس کا دل بیٹھ

گیا۔ یہ بتانا بھی خلاف مصلحت تھا کہ لکڑیاں کیوں منگائی ہیں اور اس سے کیا اخلاقی نتیجہ نکالنا مقصود ہے۔ آخر بیٹوں سے کہا۔ اب ان لکڑیوں کا گھٹا باندھ دو۔ اب بیٹوں میں پھرچے میگوئیاں ہوئیں، گھٹھا، وہ کیوں؟ اب رسی کہاں سے لائیں بھی بہت تنگ کیا اس بڑھے۔ آخر ایک نے اپنے پاجامے میں سے ازار بند نکالا اور گھٹا باندھا۔ بڑے میاں نے کہا۔ اب اس گھٹے کو توڑو۔ بیٹوں نے کہا۔ تو بھی یہ بھی اچھی رہی۔ کیسے توڑیں؟ کلہاڑا کہاں سے لائیں؟ باپ نے کہا کلہاڑی سے نہیں۔ ہاتھوں سے توڑو گھٹے سے توڑو۔ حکم والد مرگ مفاجات۔ پہلے ایک نے کوشش کی۔ پھر دوسرے نے پھر تیسرا نے پھر چوتھے نے پھر پانچوں نے۔ لکڑیوں کا بال بیکانہ ہوا۔ سب نے کہا با بو جی ہم سے نہیں ٹوٹایے لکڑیوں کا گھٹا۔ باپ نے کہا اچھا اب ان لکڑیوں کو الگ الگ کر دو، ان کی رسی کھول دو۔ ایک نے جل کر کہا رسی کہاں ہے میرا ازار بند ہے اگر آپ کو سکھلوانا تھا تو گھٹا بند ہوایا ہی کیوں تھا۔ لا و بھی کوئی پنسل دینا ازار بند ڈال لوں پاجامے میں۔ باپ نے بزرگانہ شفقت سے اس کی بات کو نظر انداز کرتے ہوئے کہا اچھا اب ان لکڑیوں کو توڑو ایک ایک کر کے توڑو۔ لکڑیاں چونکہ موٹی موٹی اور مضبوط تھیں۔ بہت کوشش کی کسی سے نہ ٹوٹیں آخر میں بڑے بھائی کی باری تھی۔ اس نے ایک لکڑی پر گھٹنے کا پورا زور ڈالا اور تڑاخ کی آواز آئی۔ باپ نے نصیحت کرنے کے لئے آنکھیں ایک دم کھول دیں، کیا دیکھتا ہے کہ بڑا بیٹا ہے ہوش پڑا ہے۔ لکڑی سلامت پڑی ہے۔ آواز بیٹے کے گھٹنے کی ہڈی ٹوٹنے کی تھی۔ ایک لڑکے نے کہا یہ بڑھا بہت جاہل ہے۔ دوسرے نے کہا: اڑیں ضدی۔ تیسرا نے کہا: کھوست، سکنی عقل سے پیدا، گھاڑ۔ چوتھے نے کہا: سارے بڑھے ایسے ہی ہوتے ہیں کمخت مرتا بھی نہیں۔ بڑھے نے اطمینان کا سنس لیا کہ بیٹوں میں کم از کم ایک بات پر تو اتفاق رائے ہوا۔ اس کے بعد آنکھیں بند کیں اور نہایت سکون سے جان دے دی۔

پردے کے فائدے

حافظ محمد ذوالقرئین، سلانووالی

1. پرده عورت کی عزت و آبرو کا محافظہ ہے۔
2. پرده دار خاتون کا نسب محفوظ ہے۔
3. پرده سے شرمگاہ اور نظر کی حفاظت رہتی ہے۔
4. پرده دلوں کی پاکیزگی اور طہارت کا ذریعہ ہے۔
5. پرده نسوانی حسن کا محافظہ ہے۔
6. پرده عورت کی فطری حیا کا تقاضا ہے۔
7. پرده چھوٹے بڑے کئی گناہوں سے رکاوٹ ہے۔
8. پرده مسلمان عورت کا شعار ہے۔
9. باپرده عورت اللہ کی حفاظت میں ہے۔
10. باپرده عورت اپنے رب کے زیادہ قریب ہے۔
11. پرده عورت کے لیے افضل ترین اعمال میں سے ہے۔
12. پرده شیطان اور اس کے آلہ کاروں سے بچاؤ کا ذریعہ ہے۔
13. پرده تقویٰ کا لباس عزت کا تمغہ اور حیا کی دلیل ہے۔
14. پرده عورت کو فاسقوں کی شرارت سے محفوظ رکھتا ہے۔
15. پرده انسان نما بھیڑیوں کی تیز نظروں سے بچاتا ہے۔
16. پرده عورت کے دل و دماغ کا محافظہ ہے۔
17. پرده زنابد نظری اور ناجائز بات چیت سے روکتا ہے۔
18. پرده ایسا شرعی حکم ہے جس میں دین و دنیا کا فائدہ ہے۔

19. پرده معاشرتی امن کا ذریعہ ہے۔
20. پرده دار خاتون کے لیے جنت کے تمام دروازے کھلے ہیں۔
21. پرده عورت کے نیک ہونے کی دلیل ہے۔
22. پرده دار عورت نیک عورت ستر اولیاء کی عبادت کے برابر اجر کی مستحق ہے۔

بے پردگی کے نقصانات

1. بے پردگی اللہ تعالیٰ سے بغاوت ہے۔
2. بے پردگی جاہلیت اور مغربی تہذیب کی تقسیم ہے۔
3. بے پرده عورت کا تہمت سے پچنا مشکل ہے۔
4. بے پرده عورت کا نسب اور آبرو کی کوئی گارنٹی نہیں۔
5. عورت کا بے پرده ہونا حیاء کی کمی کی دلیل ہے۔
6. بے پرده عورت لوگوں کی بری نظر وں کا نشانہ بنتی ہے۔
7. بد نظری کے یہ زہر یا تیر عورت کے جسم و روح کو چھلنی کر دیتے ہیں۔
8. بے پرده عورت اللہ تعالیٰ کی غیرت کو لکارنے والی ہے۔
9. بے پرده عورت آپ عزت کی حفاظت نہیں کر پاتی۔
10. بے پرده عورت شیطان کے جال کا بہولت شکار ہو جاتی ہے۔
11. بے پرده عورت باہر نکلتی ہے تو شیطانی حملہ کی زد میں آجائی ہے۔
12. بے پرده عورت ہر وقت اللہ کی نارِ اٹگی میں ہے۔
13. بے پرده عورت پورے معاشرہ اور ماحول کو خراب کرنے میں برابر کی شرکیک ہے۔
14. بے پرده عورت قبر کے عذاب میں مبتلا رہے گی۔

شکایت کیسے درج کرائی جائے !!

تمام خریدار اور ایجنٹی ہو ٹھہر کو اطلاع دی جاتی ہے کہ ماہنامہ بنات الہمنست ہر انگریزی ماہ کی 2 تاریخ تک آپ کی طرف روانہ کر دیا جاتا ہے۔ کبھی آپ تک پہنچنے میں تاخیر ہو جائے یا بالکل ہی نہ مل پائے تو آپ ہمیں اپنی شکایت درج کرائیں ان شاء اللہ آپ کی شکایت کا ازالہ ضرور کیا جائے گا۔ (ادارہ)

طریقہ: نام..... رسید نمبر..... خریداری نمبر..... ایجنٹی نمبر.....
ایڈریس..... تعداد رسالہ..... بابت ماہ..... کار سالہ نہیں ملا۔

وضاحت:

[رسید نمبر] جب آپ نے رسالہ بک کرایا تھا اور رقم ادا کی تھی تو آپ کو دفتر کی جانب سے ایک رسید دی جاتی ہے۔ جس پر آپ کا نام اور علاقہ وغیرہ لکھا ہوا ہوتا ہے۔ [خریداری نمبر] سے مراد یہ ہے کہ جب آپ کو رسالہ بھیجا جاتا ہے تو آپ کے نام اور ایڈریس کے ساتھ خریداری نمبر لکھا ہوا ہوتا ہے۔

[ایجنٹی نمبر] سے مراد یہ ہے کہ جب آپ کو زیادہ تعداد میں رسالہ بھیجا جاتا ہے تو آپ کے نام اور ایڈریس کے ساتھ ایجنٹی نمبر لکھا ہوا ہوتا ہے۔

مثال: محمد عبد اللہ، رسید نمبر 234، خریداری 456، مکان نمبر 32، رانا اسٹریٹ ، ڈاکخانہ حولیاں، ہری پور، عدد 1، مارچ 2015۔

خط و کتابت: دفتر رسائل و جرائد مرکز اہل السنّت والجماعت 87 جنوبی سرگودھا

ای میل ایڈریس: mag@ahnafmedia.com

متع کرنے کے لیے: 03326311808

رقم بھیجنے کا طریقہ کار !!

تمام خریدار اور ایجنسی ہولڈرز کو ادارے کی جانب سے گزارش کی جاتی ہے کہ آپ کو ہر ماہ تسلسل کے ساتھ مطلوبہ رسائل بھیجے جا رہے ہیں۔ آپ کی سہولت کو مد نظر رکھتے ہوئے ادارہ نے آپ کی طرف سے ادا شدہ رقم کو یقینی بنانے کے لیے ہدایات جاری کی ہیں۔

(ادارہ)

بذریعہ منی آرڈر:

دفتر رسائل و جرائد [بناتِ اہلسنت] مرکز اہل السنۃ والجماعۃ 87 جنوبی سرگودھا۔

نوٹ :

منی آرڈر سلپ پر اپنا نام مکمل پڑتا اور فون نمبر لکھنے کے ساتھ ساتھ مطلوبہ رسالے کا نام ضرور لکھیں اور اگر نیار سالہ جاری کرنا ہے تو ساتھ بریکٹ میں (نیا) لکھیں اور اگر سابقہ بل ادا کرنے ہے تو بریکٹ میں (تجدد) اور اپنا خریداری نمبر لکھیں۔

بذریعہ بینک ڈرافٹ:

میزان بینک سرگودھا بنام محمد الیاس 14010100725862

نوٹ: اپنا مکمل نام و پتہ، بینک ڈرافٹ نمبر لازمی ہمیں ارسال کریں اور بذریعہ فون یا S.M.S یا ای میل  ہمیں اس کی اطلاع دیں۔

ای میل ایڈریس:

mag@ahnafmedia.com

میج کرنے کے لیے:

03326311808

[بناتِ اہلنت کے مستقل ممبر بنے دوستوں کے نام بناتِ اہلنت سسکرپشن کیجیے]

ممبر شپ کا طریقہ

نام: ولدیت:
 رابطہ نمبر: ای میل:
 بینک ڈرافٹ یا منی آرڈر نمبر (لازی):
 بینک کا نام: رقم جمع کرنے کی تاریخ:
 مکمل ایڈریس: []
 مکان / فلیٹ / دکان / دفتر نمبر، ڈاکخانہ، تحصیل، ضلع اور صوبہ واضح لکھیں:

نوٹ:

فارم کسی بھی سادہ کاغذ پر فل آپ کر کے سر کو لیشن مینیجر بناتِ اہلنت کے نام درج ذیل پتے پر ارسال کریں۔ یا بینک ڈرافٹ نمبر اور مکمل پتہ فون پر لکھوادیں۔

پتہ: دفتر رسائل و جرائد (بناتِ اہلنت) مرکزِ اہل السنۃ والجماعۃ 87 جنوبی سرگودھا۔

نوٹ: رقم کی ادائیگی بذریعہ منی آرڈر درج بالا پتہ پر کریں۔

بذریعہ بینک ڈرافٹ: میزان بینک سرگودھا بنا نام محمد الیاس 14010100725862
 نوٹ: اپنا مکمل نام و پتہ، بینک ڈرافٹ نمبر لازمی ہمیں ارسال کریں اور بذریعہ فون یا S.M.S. یا ای میل [] ہمیں اس کی اطلاع دیں۔

واٹس ایپ:

+923062251253

مضامین سمجھنے اور شکایات کے لیے: mag@ahnafmedia.com

فون: 03326311808

ماہنامہ بنات الہلسنت ملنے کے پتے

فون نمبر	علاقہ	اچجنی ہولڈرز
03342028787	کراچی	دارالایمان
03338639255	سیالکوٹ	قاری عبدالوکیل عزیزی
03136969193	اوکاڑہ	مولانا محمد دلاور
03008091899	قصور	مولانا عبد اللہ قمر
03212374824	حافظ آباد	مولانا عبد اللہ شہزاد
03319143483	ٹانک	محمر نیس
03153759031	لاہور	مولانا خالد زبیر
03335912502	چکوال	مولانا خالد زبیر
03052475330	فورٹ عباس	مولانا غلام مرتعی
03356351893	ڈیرہ غازی خان	مولانا محمد صدیق
03136333497	بہاولپور	مکتبہ ختم نبوت
03023501755	مانسہرہ	قاضی اسرائیل گڈگی
03219192406	پشاور	مولانا طارق حسین
03067800751	سرگودھا	مولانا امان اللہ حفی
03336228425	کبیر والا	مولانا محمد اختر
03343682508	ڈیرہ اسماعیل خان	مولانا ذوالقرنین

نوت: اچجنی بک کروانے کے لیے رابطہ کریں: 03326311808